تالیف : علامہ نعمان بن محمود آلوسی

تحقیق و تقدیم : علامہ ناصر الدین البانی

مردے سنتے نہیں

حنفی علماء کا نقطہ نظر

www.KitaboSunnat.com

تلخیص و ترجمہ

از

محمد صاحب محمد یونس السلفی

ناشر

ادارۃ البحوث الاسلامیۃ والدعوۃ والافتاء بالجامعۃ السلفیۃ بنارس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

تالیف: علامہ نعمان بن محمود آلوسی
تحقیق وتقدیم: علامہ ناصر الدین البانی

مردے سنتے نہیں

حنفی علماء کا نقطۂ نظر

تلخیص وترجمہ
محمد صالح محمد یونس السلفی

www.KitaboSunnat.com

ناشر
ادارۃ البحوث الاسلامیۃ والدعوۃ والافتاء بالجامعۃ السلفیۃ
بنارس۔ الہند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2 03-7
آل
۹-۲

جملہ حقوق محفوظ ہیں

۹۹ - جے ماڈل ٹاؤن لاہور
نمبر 02986

اشاعت اول : ایک ہزار
شوال ۱۴۰۲ھ اگست ۱۹۸۲ء
طباعت : نشاط پریس ٹانڈہ یوپی
کتابت : انور جمال محمد ہاشم

قیمت ۶/ روپے

ملنے کے پتے

۱- محمد صالح محمد یونس ص.ب ۷۶۴ الفجیرہ - الامارات العربیۃ المتحدۃ

۲- مکتبہ سلفیہ ریوڑی تالاب وارانسی ۲۲۱۰۱۰

۳- جمعیۃ اہلحدیث ۴۱۱۶ اردو بازار جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶

۴- ابناء الجامعۃ السلفیہ ص.ب ۳۲۰۰۱ المدینۃ المنورۃ المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

۵- دار المعارف ۱/۳۱ محمد علی بلڈنگ بھنڈی بازار بمبئی ۴۰۰۰۰۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

کتاب سے پہلے ۵
تصدیر ۱۰
کچھ مصنف کے بارے میں ۱۴
مقدمہ علامہ البانی ۱۸
مُردوں کے عدم سماع کی تحقیق ۲۷
سماعت کے قائلین کا پہلا جواب ۳۸
" " دوسرا جواب ۳۹
منکرین سماعت کے دلائل ۴۰
مخالفین کے دلائل ۵۹
مقدمہ مؤلف ۶۶
(فصل اوّل)
ائمہ احناف کے اقوال ۶۹
علامہ حصکفی کا قول ۶۹
علامہ طحطاوی کا قول ۷۰
ابن الہمام کا قول ۷۲
علامہ عینی کا قول ۸۲
ابن نجیم کا قول ۸۳
علامہ ابن ملک کا قول ۸۳
ضمیمہ تدفین کے بعد تلقین ۸۴
حنفیہ کے اقوال ۸۴
شوافع کے اقوال ۸۵
امام مالک کا قول ۸۶
حنابلہ کے اقوال ۸۷
(دوسری فصل)
(مُردوں کے نہ سننے کے مسئلے میں)
امام نووی کا قول ۸۷
ازہری کا قول ۸۸
شیخ محمد سفارینی حنبلی کا قول ۸۹
حافظ ابن رجب کا قول ۸۹
قاضی ابویعلی حنبلی کا قول ۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن حجر کا قول ۹۴
ابن جریر اور کرامیہ کے اقوال ۹۶
ابن حزم اور ابن ہبیرہ کے اقوال ۹۶
شیخ عبدالرؤف مناوی کا قول ۹۷
علامہ شرف الدین طیبی کا قول ۹۸

(تیسری فصل)

انبیاء کی برزخی زندگی ۱۰۳
شیخ علی سویدی کا قول ۱۰۴
علامہ عبدالرؤف مناوی کا قول ۱۰۵
صاحب مواہب لدنیہ کا قول ۱۰۷
قبر میں روح و بدن کو نعمت و عذاب ۱۰۹
بدن کے ساتھ روح کے تعلقات ۱۱۹

تتمہ

علامہ آمدی کا قول ۱۲۰
ابوالہذیل اور بشر بن معتمر کے اقوال ۱۲۰
صالحی اور ابن جریر کے اقوال ۱۲۱
قبروں کی زیارت ۱۲۵
علامہ شرنبلالی کا قول ۱۲۵
سورۂ یٰسین کی تلاوت ۱۲۹
علامہ طحطاوی کا قول ۱۲۹
علامہ غزالی کا قول ۱۳۰
باجی اور قاضی عیاض کے اقوال ۱۳۷

خاتمہ

روح کا مسکن ۱۴۰
حافظ ابن قیم کی رائے ۱۴۰
صحابۂ کرام کے اقوال ۱۴۱
تابعین کے اقوال ۱۴۳

مسائل

روحوں کی زیارت و ملاقات ۱۴۷
روحیں آپس میں ملتی ہیں یا نہیں ۱۴۷
موت روح کو آتی ہے یا بدن کو ۱۴۹
روح کی حقیقت کیا ہے 151

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب سے پہلے

زیر نظر سطور "الآیات البینات فی عدم سماع الاموات"

(مردوں کے نہ سننے کے واضح دلائل) نامی رسالہ کی تمہید کے طور پر مرقوم ہیں۔ علمی دنیا میں تفسیر روح المعانی سے لوگ اچھی طرح واقف ہیں۔ یہ مشہور بغدادی عالم علامہ شہاب الدین محمود بن السید عبداللہ آلوسی کی تصنیف ہے۔ انہی کے فرزند علامہ نعمان خیر الدین مذکورہ رسالہ کے مصنف ہیں، ان کی دوسری مشہور کتاب "جلاء العینین فی محاکمۃ الأحمدین" ہے، جسکی تعریف کرتے ہوئے نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس کا مثیل و بدیل ملنا مشکل ہے۔

قارئین کو مطالعہ کے بعد رسالہ کی افادیت اور مصنف کے تبحر علمی و انصاف پسندی کا اندازہ ہوگا، البتہ میری یہ گذارش ہے کہ رسالہ کی تالیف کے سبب پر قارئین کرام خاص طور پر غور فرمائیں تاکہ ان کو اندازہ ہوسکے کہ جہالت و تعصب کا دائرہ کس قدر وسیع اور اس کے نتائج کتنے مہلک ہوتے ہیں۔

دین اسلام کی تعلیمات و مقاصد پر بصیرت کی نظر رکھنے والے علماء بخوبی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانتے ہیں کہ عقیدہ کے مسئلہ کو اسلام نے کتنی زیادہ اہمیت دی ہے، قرآن کریم
کی بے شمار آیات میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے موضوع کو واضح کیا گیا
ہے، اور بہت سی آیتوں میں یہ وضاحت کردی گئی ہے کہ عقیدہ کی نا استواری
کے بعد نیک اعمال کی کوئی قیمت اور وزن نہیں، مسئلہ کی اسی اہمیت کے
پیش نظر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری مکی زندگی میں اسی پہلو پر سب سے
زیادہ زور دیا، اور اسکے نتیجہ میں صحابہ کرام کی جو جماعت تیار ہوئی اسے
عقیدہ وعمل کے باب میں امت مسلمہ کیلئے سند قرار دیا گیا۔

اس دور میں بعض لوگ اپنی "مثبت پسندی" کی بنا پر عقیدہ کی
جزئیات پر اظہار خیال کو "منفی عمل" قرار دیتے ہوئے غیر ضروری سمجھتے
ہیں، لیکن غور سے دیکھا جائے تو انھیں "چھوٹے چھوٹے مسائل" کی راہ
سے شیطان کو موقع ہاتھ آتا ہے، اور وہ سادہ لوح بندگان خدا کو شرک
وضلالت کے عمیق گڈھوں میں گرا دیتا ہے، پھر جہالت وعصبیت کی وجہ
سے انسان اسی راہ پر گامزن رہتا ہے اور اسے مسئلہ کی سنگینی کا کچھ بھی
احساس نہیں ہوتا۔

مردے نہ تو سنتے ہیں نہ کسی کی حاجت روائی کی طاقت رکھتے ہیں،
یہ ایک سیدھا اور صاف مسئلہ ہے، قرآن کریم کی متعدد آیات میں اسکی صراحت
موجود ہے، لیکن نفس پرست علماء نے اپنے مفاد کیلئے طرح طرح کی تاویلوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارا ایکاس مسئلے کو مابہ النزاع بنا دیا ہے، خدا کا شکر ہے کہ اب عوام میں
بھی اتنی بیداری پیدا ہو گئی ہے کہ وہ اس طرح کی تلبیسات کو سمجھنے لگے ہیں،
حنفی عوام میں بعض ایسے مسائل پر تعامل دیکھنے میں آتا ہے
کہ خلاف ان کتب فقہ میں صراحت موجود ہے، معلوم نہیں کس سند کی بنیاد
پر اس طرح کے تعامل کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ زیر نظر رسالہ کی یہ خوبی ہے
کہ اس میں علماء احناف کے نزدیک معتبر دلائل سے مردوں کے نہ سننے
کو ثابت کیا ہے۔ ساتھ ہی دیگر آئمہ کے اقوال بھی ذکر کیے ہیں۔

رسالہ کے تقدمہ اور تحقیق کیلئے علامۂ شام، محدث عصر شیخ
محمد ناصر الدین البانی کا نام ضمانت ہے، عقیدہ سلف کی حمایت احادیث
نبویہ کی تنقیح اور تصحیح و تضعیف کے باب میں محدث موصوف کی خدمات
اظہر من الشمس ہیں، سنت نبویہ سے محبت اور عقیدۂ سلف کی حمایت کے جذبہ
کی بنیاد پر موصوف نے زیر نظر رسالہ کا ذکر اپنے مقدمہ میں بڑے والہانہ انداز
سے کیا ہے، اور اپنے گوں ناگوں مشاغل کے باوجود رسالہ کو تقدیم و تحقیق
سے شائع کیا ہے۔ احادیث کی تخریج ان پر حکم اور ضروری فہارس کیوجہ سے
رسالہ کی استنادی حیثیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔

علامہ البانی نے تحقیق پسند طبیعت اور موضوع سے اپنی دلچسپی کے
باعث مقدمہ میں مخالفین کے شبہات کا مسکت جواب دیا ہے اور یہ بتایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اس طرح کے شبہات کا سہارا لیکر کس طرح مفاد پرست لوگ شرک کو عام کر رہے ہیں۔

محترم البانی صاحب کے مقدمہ میں ان کا اخلاص نمایاں ہے، وہ بڑے نرم اور حکیمانہ اسلوب سے خطاب کرتے ہیں، قبر پرستوں کے فکری افلاس اور شیطانی پنجہ میں ان کی گرفتاری و بے بسی کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ انتہائی دلنشیں اسلوب حق بات سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں، ایک مخلص اور سچے داعی کی یہی نشانی ہے کہ وہ اخلاص و ملاطفت سے خطاب کرے، اور شرک و بدعت میں مبتلا انسانوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرے، اہل بدعت اپنے سوا دوسرے مسلمانوں کو کافر تصور کرتے ہیں، لیکن محترم البانی صاحب شرک و بدعت میں گرفتار مسلمانوں کو "اخی المسلم" کہکر مخاطب کرتے ہیں۔

زیر نظر رسالہ کا اسلوب جا بجا ادق ہو گیا ہے، جس سے عام لوگوں کو دشواری ہو سکتی تھی، لیکن علامہ البانی کے مقدمہ و حواشی سے اصل مسئلہ کی صورت اور اسکے دلائل نکھر کر سامنے آگئے ہیں، جس سے کسی طرح کی تشنگی محسوس نہیں ہوتی۔

کتاب کا ترجمہ جامعہ سلفیہ بنارس و جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے فاضل حافظ شیخ محمد صالح محمد یونس نے محنت و توجہ سے کیا ہے دوسرے لوگوں کی طرح ان کی نظر میں بھی ہندوستانی مسلمانوں کی یہ حالت رہی ہے کہ لوگ قبر دیکھ کر چڑھاوے چڑھاتے تھے، منتیں مانتے ہیں اور مردوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے حاجت روائی کی درخواست کرتے ہیں، خود اللہ کے شہر بنارس میں مختلف ایسے مزارات ومقامات بنالئے گئے ہیں جہاں پہونچکر یہ فیصلہ مشکل ہوجاتا ہے کہ ان مسلمانوں اور صنم پرستوں میں کیا فرق ہے۔

مسلمانوں کی اسی حالت زار کے پیش نظر مترجم موصوف نے زیر نظر رسالہ کو ترجمہ کے لئے منتخب کیا ہے، استفادہ کا موقع میسّر ہو۔ ترجمہ صاف وسلیس ہے، اور چونکہ اسمیں مترجم کے اصلاحی جذبہ اور علمی ذوق کا اثر نمایاں ہے اسلئے ہمیں قوی امید ہے کہ علمی ودینی حلقہ میں اسے بنظر استحسان دیکھا جائے گا اور منصف مزاج قارئین اسکو پڑھکر ٹھنڈے دل سے اس موضوع پر غور کریں گے۔ فراغت کے بعد مترجم کی یہ پہلی علمی کوشش ہے، ہمیں یہ بھی امید ہے کہ آئندہ وہ اپنا علمی مشغلہ جاری رکھتے ہوئے اس دعوت کو عام کرنیکی کوشش کریں گے، جسکے لئے انھوں نے تحصیل علم کا طویل سفر طے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں دین اور علم دین کی بہتر سے بہتر خدمت کی توفیق عطا فرمائے :۔ آمین :

مقتدیٰ حسن ازہری

جامعہ سلفیہ بنارس۔
شوال ۱۴۰۳ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصدیر

ہندوستان میں اشاعت اسلام کا ایک اہم ذریعہ صوفیاء کرام تھے۔ صوفیاء کرام کی زندگی کا ایک بڑا المیہ یہ رہا ہے کہ ان کی زندگی میں اولیاء کرام کی قبروں کے تصرفات کا بڑا دخل رہا ہے۔ ابو علی سندھی (تیسری صدی) سے لے کر آج تک مختلف مکاتب فکر کے صوفیاء اپنی مشکل کشائی، کشف و کرامات کو اپنے مشائخ طریقت کی قبروں سے وابستہ رکھتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ برصغیر میں مساجد سے زیادہ مقابر، مشاہد، خانقاہیں آباد رہیں۔ یہیں پر مسلمانوں کی جبین عقیدت میں تڑپتے ہوئے سجدوں کو زیادہ قرار نصیب ہوا ہے۔ ایک طرف مجبوروں بیکسوں اور بے نواؤں کی ایک کثیر تعداد فاقہ کشی برہنگی اور معاشی بدحالی کا شکار رہی ہے۔ دوسری طرف قبروں پر چادریں چڑھتی ہیں۔ عرس لگتے ہیں، عرق گلاب سے قبریں دھوئی جاتی ہیں۔ چند ماہ کی بات ہے داتا گنج بخش ہجویری لاہور کی قبر کو ۶۵ من عرق گلاب سے دھویا گیا۔ اسراف و فضول خرچیاں بدعات و خرافات، سفاہت و گمراہی کا یہ شرمناک منظر بار بار دہرایا جا رہا ہے اور ان میں نوع بہ نوع شکلوں میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے اور پوری ملت اسلامیہ دینی معاشرتی اقتصادی طور پر اس کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔ لیکن اس سفاہت کے خلاف آواز اٹھانے کو مصلحت کوش مصلحت کے خلاف سمجھتے ہیں اور خوش کن تاویلوں سے اسے قابل اعتنا نہیں سمجھتے حالانکہ اس کا تعلق دین و ملت کی بیخ کنی سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا ہے کہ اسے مسلمانوں کے مشاکل میں اساسی حیثیت حاصل ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری لمحے میں بھی ہر طرح کی قبر پرستی سے منع فرمایا ہے۔ بدعات سے بچنے کی ہمیشہ ترغیب دیتے رہتے اس کے باوجود مصلحت کوشوں نے مہمل انکاری سے قبر پرستی کو اسلامی تہذیب کا جز بنا ڈالا ہے۔

اجر جزیل عطا فرمائے اللہ تعالیٰ امام البانی کو جنھوں نے مصلحت کوش خوش کن نظریات کے داغ سے اپنے دامن کو آلودہ ہونے نہیں دیا اور ہر طرح کی بے دینی کو ان بنانے والوں کے طرز پر بغیر کسی لاگ لپیٹ کے لکھا اور جزوکل وقتی غیر وقتی مصلحت و مفاد کو بالائے طاق رکھ کر ان کی تردید کی۔ ان کی خالص اسلامی کوششوں کا ایک گرامی پیش نظر کتاب "الآیات البینات فی عدم سماع الاموات" کی تحقیق اس پر حاشیوں کا اضافہ اور طباعت بھی ہے۔ یہ کتاب اصلاً مشہور مفسر قرآن روح المعانی کے مصنف علامہ آلوسی کے صاحبزادے نعمان بن محمود آلوسی کی ہے۔ انھوں نے یہ کتاب معاصر علماء کی روش سے ہٹ کر تحقیقی انداز پر لکھی ہے اور قبر پرستی کے فتنہ کے سد باب کے لیے یہ ثابت کرنے کی کوشش ہے کہ مردے سنتے نہیں ہیں۔ اسی مسئلہ کی توضیح آپ نے اصلاً علماء احناف کے اقوال سے کی ہے اور ان کی تقویت کے لیے دوسرے فقہی مذاہب کے علماء کے اقوال کو پیش کیا ہے۔

علامہ البانی نے اس کتاب پر حاشیہ چڑھایا ہے، نصوص کی تحقیق کی ہے اور ایک مختصر جامع اور ٹھوس مقدمہ لکھا ہے۔ یہ کتاب وقت کے دو عظیم محقق اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالم کی کاوشوں کا ثمرہ ہے اور اس کتاب کی عظمت و اہمیت کے لیے ان کا نام کافی ہے

اس کتاب کا ترجمہ جامعہ سلفیہ کے ایک فاضل نوجوان مولانا محمد صالح محمد یونس نے کیا ہے۔ چند سال قبل آپ نے جامعہ سلفیہ سے تعلیم کی تکمیل کی ہے۔ یہاں تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے حدیث کالج سے بی اے کی ڈگری حاصل کی ہے۔ ان دنوں آپ الامارات العربیۃ المتحدہ کی ایک ریاست فجیرہ میں دعوت و تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔ اسی تبلیغی تجربہ اور علمی و دینی ولولہ نے ان کے عزائم کو بیدار کر دیا کہ خدمت دین کے لیے قلم کو استعمال کیا جائے۔ اس کے نتیجے میں ان کی یہ پہلی کوشش قارئین کے سامنے آرہی ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ مترجم کے عزائم بیدار رہیں۔

آج کی ترقی یافتہ دنیا میں افادہ و استفادہ کے بہت سے حجابات اٹھ گئے ہیں۔ ایک زندہ قوم کے لیے ضروری ہے کہ وہ دنیا کی ہر علمی انتاج سے آگاہ رہے اور مستفید ہو، اس کا ایک اہم ذریعہ ترجمہ تسلیم کیا جاتا ہے، ترجمہ کے لیے لسانی ذوق و مہارت ہونی چاہیے تاکہ مترجم مصنف کی بات سمجھ سکے اور کما حقہ اس کے مفاہیم اپنی زبان میں ادا کر سکے۔ مترجم اپنے آپ کو مصنف کا پابند بنا لیتا ہے اور اسی وقت کامیاب مترجم شمار کیا جاتا ہے جب مصنف کے مفہوم اور طرز ادائیگی و طرز اظہار دونوں سے آشنا ہو جائے۔ یہاں فری اسٹائل اور بے لگام قلم کی ضرورت نہیں ہوتی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظلم مصنف پر ظلم ڈھاتا ہے اور لسان و بیان کا ظلم سیف و سنان کے ظلم سے تکلیف دہ ہوتا ہے۔

مترجم نے ان شرائط کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسے اپنے ترجمہ کی کاملیت کا دعویٰ نہیں ہے یہ حقیقت پسندی انسان کی کامیابی کا زینہ ہے۔ اس کتاب ... اس ناحیہ سے مشکل تھا کہ اس کتاب کی عربی خشک اور فقہی اسلوب کی ہے، نیز تحقیق و تدقیق ... پیچ راہوں سے گزری ہے۔ یہ دو صعوبتیں تو تھیں ہی مزید یہ احساس کہ کتاب سے مستفید ہوں اور اردو خواں طبقہ کے ذوق سے کتاب قریب تر ہو، صعوبتوں ... اضافہ کرتا رہا۔ ان صعوبتوں سے نمٹنے کے لیے با دل ناخواستہ کہیں کہیں تلخیص سے کام لیا گیا ہے اور بعض حواشی کو حذف کر دیا گیا ہے تاکہ کتاب قارئین پر گراں نہ ہو اور اس کے لب و لہجہ کے دلدل میں پھنس کر نہ رہ جائیں۔ امید کہ حق پسند حضرات اسے خوش آمدید کہیں گے اور اس کی ان کے یہاں پذیرائی ہوگی۔

اللہ سے دعا ہے کہ مترجم کی کوششوں میں برکت عطا فرمائے اور اخلاص سے نوازے اور کتاب کو ان کے لیے زادِ آخرت بنائے اور عوام کو اس سے فائدہ پہنچائے ۔۔۔ آمین۔

عبد المعید سلفی

جامعہ سلفیہ بنارس

شوال ۱۴۰۳ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ مصنف کے بارے میں

اس کتاب کے مصنف تفسیر کی مشہور کتاب روح المعانی کے
مفسر علامہ سید شہاب الدین محمود آلوسی کے صاحبزادے سید ابوالبرکات
خیر الدین نعمان آلوسی ہیں، شیخ عبدالقادر جیلانی کے سلسلہ نسب سے
ماں کی طرف سے آپ کا نسب نامہ حضرت حسن سے ملتا ہے اور باپ کی طرف
سے حضرت حسین سے مل جاتا ہے۔

آپ کی ولادت محرم سنہ ۱۲۵۲ھ میں ہوئی، آپ کا دور جمود و تعص
تاریک دور تھا، لیکن آپ کے والد اور ان کے شاگرد سید ابن الواعظ
الشلفی کی تربیت کے فیضان سے آپ کی فطری حریت ضمیر اور بصیرت افرو
پروان چڑھی۔ اسلامی اخلاق فاضلہ پر آپ کی تربیت ہوئی، انھیں کوششوں کا
یہ نتیجہ رہا کہ آپ جمود زدہ ماحول کے اثرات سے محفوظ رہے اور گمنامی کی دنیا
میں کھو جانے سے بچے رہے، البتہ ماحول کے اثرات آپ کی بعض کتابوں
"غالیۃ المواعظ" اور "الاصابۃ فی منع النساء من الکتابۃ" میں
ظاہر ہو گئے ہیں ــــ پھر بھی آپ اس ماحول میں رہتے ہوئے آپ کی جرأت
مندی، اعتدال و استقلال پسندی اور جمود و تقلید سے نبرد آزمائی قابل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایّامِ شباب ہی میں متعدد شہروں[15] میں آپ کو منصب قضا رسپرد ہوا۔ آپ نے اس ذمہ داری کو بخوبی نبھایا ایک وقت ایسا آیا کہ آپ تمام مناصب سے دستبردار ہو گئے، اور درس وتدریس تصنیف وتالیف کے لئے یکسو ہو گئے۔ آپ نے اپنے سفرِ حج میں مصر کی بھی زیارت کی سنہ ۱۳۰۰ھ میں آستانہ (استنبول) گئے دو سال وہاں ٹھہرے وہاں انھیں " رئیس المدرسین " کا خطاب بھی ملا، وہاں سے لوٹنے کے بعد تاحیات درس وتدریس میں لگے رہے۔

آپ نے مفید کتابیں تصنیف کی ہیں، آپ کی سب سے اہم کتاب "جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین" ہے، اس کتاب میں آپ نے شیخ الاسلام احمد بن حجر ھیتمی شافعی فقیہہ کے آراء کے مابین محاکمہ کیا ہے،

علامہ سید نواب صدیق حسن خاں نے اس کتاب کے متعلق فرمایا:

یہ بڑی عظیم المرتبت اور فکری حریت پسندی کیلئے مفید کتاب ہے۔ بمشکل سے اس کتاب کی مثال مل سکتی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ یہ بے مثال ہے۔

آلوسی زادہ وعظ وتذکیر میں اپنے وقت کے ابن جوزی تھے آپ ہر سال رمضان میں کسی وسیع مسجد میں وعظ گوئی کیلئے بیٹھتے۔ سامعین ہر چہار جانب سے اس قدر آتے کہ بھیڑ لگ جاتی۔ رمضان ۱۳۰۵ھ میں ایسا ہوا کہ آپ نے اپنی ایک مجلس وعظ میں مردوں کے سننے کی بحث چھیڑی، اور اس سلسلے میں کتب فقہیہ سے حنفی علماء کے اقوال پیش کئے، اور ثابت کیا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مردے زندوں کی باتیں نہیں سنتے ہیں، اس کا اثر یہ ہوا کہ بغداد کے کوتاہ آستینوں اور استخوان فروشوں کے حلقہ میں کہرام مچ گیا، انھوں نے اس بات کا انکار کر دیا کہ آلوسی زادہ کے فراہم کردہ اقوال حنفی علماء کے ہو سکتے ہیں اور جاہل عوام کو شورش کیلئے آمادہ کر دیا، خطرہ یہ ہو گیا تھا کہ کہیں ایک بار ایسا فتنہ پھر رونما ہو جائے جو تاریخ کے چہرے کا بدنما داغ بن جائے، لیکن سید نعمان آلوسی زادہ نے بڑی بردباری اور ذہانت سے یہ شورش ختم کی اور دوسرے دن اپنے پاس فقہ مذاہب اربعہ کی کتابیں اکٹھا کیں اور عوام کی بھیڑ میں کرسی وعظ پر رونق افروز ہوئے، اور پھر اس بحث کو چھیڑا، اور سیر حاصل بحث کی پھر ایک ایک کتاب لیتے اور علماء کے اقوال پڑھتے جاتے، اور کتاب سامعین کی طرف بڑھاتے جاتے اور کہتے جاتے لو یہ تمہارے علماء ہیں اگر ان کے متعلق تمہیں شک ہے تو ان سے دامن کش ہو جاؤ۔ اور روز قیامت ان کا دامن پکڑو۔ جب وعظ و بیان اور قرأت نصوص سے فارغ ہوتے اٹھے اور بھری ہوئی بھیڑ کو چیرتے ہوئے بے خوف و خطر نکل کھڑے ہوئے پھر بھیڑ کا یہ حال ہوا کہ ان کی طرف دوڑ پڑی ان کے ہاتھوں کو چومنے لگی اور اپنی ہنگامہ آرائی کی معذرت کرنے لگی۔ اس کتاب "الآیات البینات فی عدم سماع الاموات علی مذهب الحنفیة السادات"، کی تالیف کا یہی سبب ہے اسکی طرف آپ نے مقدمہ میں اشارہ کر دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ عمر بھر وعظ و ارشاد، درس و تدریس، تصنیف و تالیف میں لگے رہے۔ بدھ وار کی صبح ۷ محرم ۱۳۱۷ھ میں جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ "رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ"۔

★●★

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ علامہ البانی

انّ الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہٗ ومن یضلل فلا ھادی لہٗ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ، اما بعد:

محرم ۱۳۹۸ھ میں مدینہ منورہ میرا آخری سفر ہوا، حسب عادت اس سفر میں بھی میں جامعہ اسلامیہ کی لائبریری میں آتا جاتا رہتا تھا، وہاں شعبہ مخطوطات میں مجھے یہ رسالہ "الآیات البینات" ملا،

درحقیقت اس سے پہلے میں نے اس رسالہ کے بارے میں نہیں سنا تھا جب میں نے اس کے صفحات دیکھے تو اندازہ ہوا کہ یہ رسالہ اپنے موضوع پر بڑا اہم ہے، چنانچہ میں نے لائبریری کے ذمہ داروں سے یہ نسخہ طلب کیا، میرا یہ مطالبہ پورا ہوا اور مجھے ایک نسخہ دیدیا گیا۔ دمشق جانے کے لئے جب جہاز پر سوار ہوا تو موقع کو غنیمت جان کر اس رسالہ کو نکالا اور ایک ایک سطر پڑھنا شروع کردیا۔ بعض ایسے مقامات پر نشان بھی لگاتا جا رہا تھا، جنکی تحقیق وتخریج درکار تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر پہونچ کر جب اطمینان ہوا تو تحقیق کا کام شروع کیا، لیکن اس کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا کہ جس نسخہ سے اس کا فوٹو لیا گیا ہے وہ صاف نہیں ہے، اور نہ مصنف کے اصل نسخہ سے ملایا گیا ہے اور نہ اس کی تصحیح کی گئی ہے، اس کتاب کے بارے میں مزید تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ اس کے کئی نسخے بغداد کے "مکتبۃ الاوقاف" میں پائے جاتے ہیں۔ اور مولف کا اصل نسخہ بھی موجود ہے۔ چنانچہ میں نے ایک دوست کے پاس لکھا کہ وہ اسکی ایک کاپی بھیجدیں۔ لیکن کافی انتظار کے بعد وہ موصول نہ ہوئی، تو میں نے تحقیق کا کام شروع کر دیا۔

اس رسالہ کی تحقیق میں میں نے چند چیزیں ملحوظ رکھی ہیں۔ احادیث اور آثار کی تخریج اور ان احادیث کے درجہ کی وضاحت۔ اس کے علاوہ کچھ تعلیقات اور نوٹس اور ان علماء و مصنف کی سوانح حیات جو اس کتاب میں مذکور ہیں۔ اسکی چار فہرستیں مرتب کی ہیں۔

۱: کتاب کے مصادر اور تعلیقات۔ ۲: کتاب کے مباحث و مسائل۔

۳: احادیث اور آثار۔ ۴: اعلام و رواۃ جنکے تراجم مذکور ہیں۔

اسکے بعد کتاب کی طباعت شروع ہوئی، اس کا چھٹا فرما زیر طباعت تھا کہ بغداد سے وہ نسخے موصول ہوگئے، جنھیں میں نے طلب کیا تھا، میں نے ان کا مطالعہ کیا۔ اور ان سے استفادہ بھی کیا، ان نسخوں سے کافی مدد ملی، جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسخے میرے نسخہ سے قدرے بہتر اور صاف تھے ۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس رسالہ کا موضوع اگرچہ ایک فقہی مسئلہ کی وضاحت ہے پھر بھی اس کا توحید اور عقیدے سے گہرا تعلق ہے ۔ اور یہ بات بھی واضح ہے کہ شرک کی دلدل میں پھنسنے کا سب سے بڑا سبب مردوں کے بارے میں سننے کا اعتقاد ہی ہے جو صرف جاہلوں پر منحصر نہیں بلکہ بہت سے علم کے علمبردار بھی ان کے شانہ بشانہ چل رہے ہیں اور اپنے آپ کو بڑے علماء میں شمار کرتے ہیں ۔ اس سلسلے میں ایسے ایسے استدلال کرتے ہیں جن کا کتاب وسنت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ۔

افسوس ناک بات ہے کہ اسلامی جماعتیں بھی اس کا اہتمام نہیں کرتیں کیونکہ ان کے خیال میں اس قسم کے موضوع سے لوگوں میں اختلاف اور تفرقہ پیدا ہوگا ۔ حالانکہ انبیاء علیہم السلام کی پہلی دعوت یہی تھی ۔

"أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ"، النحل آیت ۳۶ ۔

اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو :

یہی وجہ ہے کہ جب مؤلف سے اس سلسلے میں سوال کیا گیا تو ان کی رگِ حمیت پھڑک اٹھی اور انھوں نے صراحت کے ساتھ جواب دیا کہ مردے سنتے نہیں ۔

میرے خیال میں مصنف نے یہ رسالہ اسی جہالت کی بیخ کنی کیلئے تصنیف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے، جس میں خاص طور پر جاہل گرفتار ہیں۔

ایک مسلمان کیسے تصور کرسکتا ہے کہ مردہ کسی کی پکار نہیں سنتا پھر بھی اس کو پکارے۔ یہ جہالت اس سے اس وقت سرزد ہوسکتی ہے جب اسکی عقل و خرد پر بداعتقادی کا پردہ پڑا ہو۔ اس سے بڑی گمراہی یہ ہے کہ بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ اولیاء موت سے قبل عاجز و بے بس ہوتے ہیں اور دنیاوی امور میں مقید ہوتے ہیں لیکن مرنے کے بعد آزاد ہوجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرح ہر چیز پر قادر ہوجاتے ہیں مزید برآں یہ کہ بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ کچھ اولیاء ایسے ہیں جن کو کائنات کے اندر تصرف حاصل ہے۔ شام کے اندر لوگ ان کو "مدرک" اور "قطب" کے نام سے پکارتے ہیں۔

بعض لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ ولی کی ایک نظر ہی بدبخت کو خوش نصیب بنا دیتی ہے۔

علامہ سید رشید رضا رحمہ اللہ اپنی کتاب تفسیر المنار ۱۱/۳۹۱ میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

وقل لا املك لنفسي ضرا ولا نفعا الا ما شاء الله "یونس آیت ۴۹

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کہہ دیں کہ میں اپنے لئے کسی نفع و نقصان کا مالک نہیں لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہے گا جب چاہے گا وہ ہوگا، میرا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اسلئے کہ نفع اور نقصان کا اختیار ربوبیت کے ساتھ خاص ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالت کو اس میں کوئی اختیار حاصل نہیں۔ رسالت کا کام تبلیغ اور پیغام رسانی ہے تخلیق نہیں۔

ان بدعتی مسلمانوں کی جہالت کا حال یہ ہے کہ اس قسم کی بے شمار آیتوں کے باوجود اس دعوے سے باز نہیں آتے کہ انبیاء اور نیک لوگ یہاں تک کہ مُردہ نفع ونقصان کے اندر تصرف پر قادر ہیں۔ حتیٰ کہ بعض لوگ کائنات کے اندر بھی تصرف کا حق رکھتے ہیں

ازھر کے بعض علماء کبار نے بھی ازھر کے رسالہ "نور الاسلام" کے اندر فتویٰ دے دیا کہ مردوں کو پکارنا اور ان سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔ بعض علماء نے اس موضوع پر کتابیں بھی لکھ ڈالیں، کہ مردہ صالحین نفع اور نقصان پہونچاتے ہیں، اپنی قبروں سے نکلتے ہیں اور پکارنے والوں کی دستگیری کرتے ہیں اور ان کی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ علامہ نواب صدیق حسن خاں کتاب فتح البیان ۳/۲۲۵ میں لکھتے ہیں "اس آیت میں ان لوگوں کو بہت زبردست ممانعت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتے ہیں، یا مصیبتوں کے وقت آپ سے مدد طلب کرتے ہیں جس کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، اسی طرح آپ سے وہ چیزیں بھی طلب کرتے ہیں جنھیں صرف اللہ تعالیٰ ہی عطا کرسکتا ہے، اس لئے کہ یہ اللہ کا مقام و مرتبہ ہے جس نے انبیاء، صالحین اور تمام مخلوقات کو پیدا کیا، انھیں رزق دیا، اور زندہ کیا، اور وہی موت دیتا ہے کس طرح یہ صحیح ہوگا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرشتہ یا ولی سے وہ چیز طلب کی جائے جس سے وہ خود ہی عاجز ہوں، اور اللہ تعالیٰ جو ہر چیز پر قادر ہے جو خالق ورازق ہے اسکو چھوڑ دیا جائے۔

اس آیت کے اندر جو نصیحت ہے وہ کافی ہے۔ اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ یہ حکم دیتا ہے کہ آپؐ کہہ دیں میں کسی چیز کے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں، ایسی صورت میں آپ دوسروں کیلئے کیسے مالک ہوسکتے ہیں اور کیسے وہ شخص مالک ہوسکتا ہے جس کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ سے کم ہو، جو شخص اپنے لئے کچھ نہ کرسکتا ہو وہ دوسروں کے لئے کیا کرسکتا ہے۔

تعجب ہے ایسے لوگوں پر جو ان مردوں کی قبروں پر کھڑے ہو کر ان سے حاجات طلب کرتے ہیں، جو منوں مٹی کے اندر پڑے ہیں۔

جس شرک میں یہ گرفتار ہیں اس سے بیدار کیوں نہیں ہوتے؟ کلمۂ "لا الٰہ الا اللہ" اور "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" کی مخالفت میں جو عذاب ان پر نازل ہوسکتا ہے اس سے ڈرتے کیوں نہیں؟

اس سے تعجب خیز بات یہ ہے کہ علماء ایسے لوگوں کو جانتے ہیں لیکن ان کو منع نہیں کرتے، اور نہ ان کو جاہلیت اولیٰ سے روکتے ہیں بلکہ یہ جاہلیت اس سے بڑی ہے کیونکہ اس زمانہ کے لوگ اللہ تعالیٰ کو خالق ورازق، موت وحیات اور نفع ونقصان کا مالک سمجھتے تھے، وہ بتوں کو صرف سفارشی تصور کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ لیکن یہ لوگ تو اولیاء و صالحین کو نفع و نقصان کا مالک قرار دیتے ہیں، کبھی ان کو مستقل طور پر پکارتے ہیں اور کبھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔

علامہ سید رشید رضا تفسیر المنار ۱۱/ ۳۳۸ میں اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں " دعوا اللہ مخلصین لہ الدین ۔ لئن أنجیتنا من ھذہ لنکونن من الشاکرین "، (یونس آیت ۲۲) یعنی اس وقت سب اپنے دین کو اللہ ہی کے لئے خالص کر کے اس سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو نے ہم کو اس بلا سے نجات دیدی تو ہم شکر گذار بندے بنیں گے،

اس قسم کی تمام آیتوں کے اندر اس بات کا بین ثبوت ہے کہ مشرکین مکہ مصائب اور آفتوں کے وقت صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے لیکن اس زمانے میں ایسے بے شمار لوگ ہیں جو سخت تنگی کی حالت میں بھی اپنے مردہ معبودوں کو پکارتے ہیں، جیسے بدوی، رفاعی، دسوقی، جیلانی، متبولی اور ابو سریع وغیرہ۔

آپ بہت سے زھری عمامہ پوش خصوصاً ان لوگوں کو جو مزارات کے مجاور اور خادم ہوتے ہیں اور ان کے نذر و نیاز سے فائدہ اٹھاتے ہیں دیکھیں گے کہ لوگوں کو مزید شرک پر ابھارتے ہیں، اور شرک و قبر پرستی کو وسیلہ وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

مصر اور سوریا کے بہت سے لوگوں سے میں نے ایک قصہ سنا ہے وہ اسے بیان کرتے رہتے ہیں۔ کبھی کبھی اس قسم کی کہانی دو ملکوں میں یکساں طور پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظہور پذیر ہو جاتی ہے کیونکہ ان تمام لوگوں میں آپس میں مشابہت ہے۔ آج کے دور کا اکثر و بیشتر مسلمان خرافاتوں میں پھنسا ہوا ہے۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ لوگ سمندر میں سفر کر رہے تھے کہ اچانک موجوں کی لپیٹ میں آگئے، اور غرقاب ہونے کے قریب ہو گئے۔ چنانچہ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے بابا کو پکارنے لگا۔ کوئی بدوی کو پکارنے لگا تو کوئی رفاعی کو اور کوئی عبدالقادر جیلانی کو۔ ان میں ایک موحد اور صحیح العقیدہ آدمی تھا اس نے کہا اے رب سب کو غرق کر دے، کوئی بھی تجھ کو پہچان نہیں رہا ہے۔

پھر علامہ سید رشید رضا علامہ آلوسی سے مذکورہ آیت کا معنیٰ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ صرف دعا خاص نہیں بلکہ عبادت بھی اس کے ساتھ خاص ہے اسکے بغیر کوئی بھی دین کے اندر مخلص نہیں ہو سکتا۔

جو بھی آیت کے اندر مقصود ہو بہرحال اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین مصائب کے وقت غیر اللہ کو نہیں پکارتے تھے، اور آج کا مسلمان ہے کہ جب اسے کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اسے پکارتا ہے جو نہ نفع و نقصان کا مالک ہے اور نہ ہی دیکھتا سنتا ہے، چنانچہ کچھ لوگ خضر اور الیاس کو پکارتے ہیں اور کچھ لوگ ابو الخمیس اور عباس کو ندا دیتے ہیں۔ اور بعض لوگ کسی امام سے مدد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلب کرتے ہیں اور بعض لوگ کسی شیخ یا ولی کے آگے گڑگڑاتے ہیں۔ ان میں سے کسی کے دل میں یہ بات نہیں آتی کہ وہ اللہ وحدہ کو پکارے کیوں کہ وہی اسکو مصیبتوں سے سے نجات دلائے گا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم ہے ۔ ذرا خود ہی فیصلہ کیجئے اس حیثیت سے کون راہ راست پر ہے اور کس کی دعوت زیادہ صحیح ہے ۔

ایسے زمانے سے اللہ اپنی پناہ میں رکھے جس میں جہالت کی تیز و تند ہوائیں چل رہی ہیں، گمراہی کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے، سفینۂ شریعت پاش پاش ہو چکا ہے اور غیر اللہ سے مدد طلب کرنے کو ذریعۂ نجات بنا لیا گیا ہے، علماء پر امر بالمعروف مشکل ہو گیا ہے اور نہی عن المنکر کے سامنے بے شمار رکاوٹیں حائل ہو گئی ہیں۔

علامہ البانی فرماتے ہیں :

" ان سطور سے علامہ آلوسی کا مقصود یہ ہے کہ ہر زمانے اور ہر گوشے میں داعیان حق کو تشدد اور مخالفت کا سامنا کرنا پڑا ہے اسلئے کہ شرک و بدعت لوگوں میں عام ہوتی ہے اور بدعتی مشائخ، علماء، اور منافقین حکمراں کے منصب پر فائز ہوتے ہیں۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى أَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

بہرحال اس وقت میرا ارادہ یہ نہیں ہے کہ توحید، شرک، اور بت پرستی کے بارے میں سیر حاصل بحث کروں اسلئے کہ اس مقدمہ کے اندر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی گنجائش نہیں ہے۔ خاص طور اس لئے کہ بڑے بڑے علماء نے اس میں اچھا خاصا کلام کر دیا ہے، جیسے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ، علامہ ابن القیم، شیخ محمد بن عبدالوہاب علامہ صنعانی اور شوکانی وغیرہم۔

درحقیقت صرف اس بات کی وضاحت کرنی ہے کہ مردے کے سماع کا مسئلہ شرک کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھتا ہے، اور اس کا قلع قمع اسی طرح ہوسکتا ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ مردے سُنا نہیں کرتے، اس لئے کہ میں یقینی طور پر جانتا ہوں کہ بعض وہ لوگ جو اولیاء اور صالحین سے مدد طلب کرتے ہیں ان کے دلوں میں یہ گمراہی نہیں ہوتی ہے لیکن چونکہ ان کا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ مُردے بھی زندوں کی طرح سنتے ہیں اور اولیاء کی زندگی میں ان سے استغاثہ ان لوگوں کے نزدیک ایک معروف چیز ہے اسلئے موت کے بعد بھی اسکو جائز سمجھتے ہیں، حالانکہ علماء نے اسکی بھی تردید کی ہے کیوں کہ زندگی میں ان سے مدد طلب کرنا بھی مطلقاً جائز نہیں، بلکہ ان چیزوں میں جواز ملتا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انھیں قدرت بخشی ہو۔ سعادت، روزی، شفا، ہدایت اور گناہوں کی معافی وغیرہ ان کا خاصہ نہیں، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اولیاء سے ان کی زندگی میں ان چیزوں کا مطالبہ شرک ہے اور توحید کی عمارت کو ڈھانا ہے تو موت کے بعد کیسے صحیح ہوا۔

شبہ: میرے خیال میں ایسے لوگوں کے ذہن میں اب کوئی شبہ باقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں رہا ہوگا ہاں ممکن ہے یہ کہیں کہ ہم ان تمام چیزوں کو تسلیم کرتے ہیں لیکن زندگی میں جو چیز ان کے اختیار میں ہے اس کا مطالبہ تو کرسکتے ہیں جیسے دعا، کوئی بجائے یہ کہنے کے کہ یارسول اللہ آپؐ ہماری مدد کریں یا یہ کہنے کہ آپ ہماری سفارش کردیں یوں کہے یارسول اللہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں وہ ہماری مدد کرے، اور آپؐ کو ہمارا شافع بنائے۔

اسی طرح بجائے یہ کہنے کے کہ یارسول اللہ آپؐ ہمارے گناہ معاف کریں یوں کہے یارسول اللہ ہمارے لئے آپؐ دعاءِ مغفرت کردیں، تو اس میں کیا حرج ہے۔ بلکہ ہمارا استغاثہ سے یہی مقصود ہوتا ہے، اگرچہ تعبیر میں ہم نے غلطی کی ہے اور اسکے استدلال میں یہ حدیث پیش کرے۔

"تعرض علی اعمالکم فان رایت خیراً حمدت اللہ وان رایت شراً استغفرت لکم"[1]۔

---

[1] اس حدیث کے متعلق علامہ البانی اپنی کتاب سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ حدیث ع ۹۷۵ میں فرماتے ہیں:

یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کے راوی عبدالمجید بن عبدالعزیز اس کی روایت میں منفرد ہیں، اور خاص طور سے علماء نے ان کے حافظہ پر کلام کیا ہے، خلیلی فرماتے ہیں یہ ثقہ ہیں لیکن بہت ساری حدیثوں میں ان سے خطا ہوگئی ہے، ص ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی تمہارے اعمال ہمارے سامنے لائے جاتے ہیں اگر نیک ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتا ہوں اور برے ہوتے ہیں تو تمہارے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں،

شبہ کا ازالہ: اس شبہ کا جواب میں یہ دوں گا کہ اگر مقصود ہو تب بھی جائز نہیں۔ اسکی دو وجہیں ہیں۔

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کا مقصد بھی جائز نہیں۔ یہ اللہ کی خالص عبادت اور اس سے دعا کرنے کے منافی ہے۔ اس سلسلے میں بہت سی آیتیں قرآن مجید کے اندر موجود ہیں۔ جو غیر اللہ کو پکارنے سے روکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ ادعوا الذین زعمتم من دون الله لا یملکون مثقال ذرة فی السمٰوات ولا فی الارض وما لهم فیهما من شرک وما له منهم من ظهیر ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له"

صلا کا بقیہ:۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ قوی نہیں ہیں ان کی حدیث لکھی جاسکتی ہے علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں انھوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں جنمیں خطا سرزد ہوئی ہے۔ علامہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ان سے خطائیں سرزد ہوئی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(سورہ سبا، آیت ۲۲-۲۳) اے نبی ان مشرکین سے کہو کہ پکار دیکھو ان معبودوں کو جنھیں تم اللہ کے سوا اپنا معبود سمجھ بیٹھے ہو وہ نہ آسمانوں میں کسی ذرہ برابر کسی چیز کے مالک ہیں نہ زمین میں وہ آسمان وزمین کی ملکیت میں شریک بھی نہیں ہیں، ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار بھی نہیں ہے اور اس کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لئے نافع نہیں ہو سکتی بجز اس شخص کے جس کے لئے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ فتاویٰ ج ۱ ص ۱۷۹ میں اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں،

اسطرح کی آیت قرآن مجید کے اندر کثرت سے موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو پکارا جائے، خواہ فرشتے ہوں یا انبیاء وغیرہ اسلئے کہ یا تو یہ شرک ہے یا شرک کا پیش خیمہ! اسکے برخلاف اگر کسی سے اسکی زندگی میں دعا یا سفارش طلب کی جائے تو یہ شرک کی طرف نہیں لے جاتی اسلئے کہ کسی نبی یا ولی کی عبادت اسکی زندگی میں نہیں کی گئی، بلکہ وہ اس سے روکتے رہے ہیں لیکن موت کے بعد یا ان کی غیر موجودگی میں یہ چیز جائز نہیں کیوں کہ یہ شرک کا ذریعہ ہے چنانچہ کوئی کسی نبی یا فرشتے کو دیکھے اور کہے میرے لئے دعا کر دیجئے تو یہ شرک نہیں، لیکن اس نبی یا فرشتے کی غیر موجودگی میں یہ کہے تو یہی شرک ہو جائے گا، کیونکہ کوئی بھی غائب یا مردہ کسی کو شرک سے نہیں روک سکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب یہ چیز دلوں میں گھر کر جاتی ہے کہ دعا اور سفارش کا طلب کرنا سود مند ہوتا ہے تو یہ شرک کا ذریعہ بن جاتا ہے اور غیر اللہ کو پکارا جانے لگتا ہے۔ مزارات کی زیارت شروع ہو جاتی ہے اور مجسموں کے آگے سر جھکنے لگتے ہیں جیسا کہ مشرکین اور اس قسم کے دوسرے لوگ اس میں گرفتار ہیں،

یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ فرشتے مومنوں کے لئے دعا اور استغفار کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربھم ویومنون بہ ویستغفرون للذین آمنوا ربنا وسعت کل شیء رحمۃ وعلما فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک وقھم عذاب الجحیم: (سورہ مومن آیت ۷)

عرش الٰہی کے حامل فرشتے اور وہ جو عرش کے گرد پیش حاضر رہتے ہیں سب اپنے رب کی حمد کے ساتھ اسکی تسبیح کر رہے ہیں وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں، اور ایمان لانے والوں کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب تو اپنی رحمت اور اپنے علم کے ساتھ ہر چیز پر چھایا ہوا ہے پس معاف کر دے اور عذاب دوزخ سے بچا ان لوگوں کو جنھوں نے توبہ کی ہے۔ اور تیرا راستہ اختیار کر لیا ہے۔

معلوم ہوا کہ فرشتے مومنوں کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں بغیر اسکے کہ کوئی ان سے مطالبہ کرے، اسی طرح یہ جو روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا کوئی دوسرا نبی یا ولی کسی کے حق میں دعا کرتا ہے یا سفارش کرتا ہے تو اسکا بھی مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اسکی اجازت دی ہے اور وہ بغیر کسی سوال کے کرتے ہیں، لہٰذا جب فرشتوں کو پکارنا جائز نہیں ہے تو کسی بھی مردہ نبی یا ولی کو پکارنا جائز نہیں، اور نہ یہ جائز ہے کہ ہم ان سے دعا اور شفاعت طلب کریں اگرچہ وہ دعا اور سفارش کرتے ہیں، اسکی دو وجہیں ہیں۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں جس چیز کا حکم دیا ہے وہ اسے ضرور کریں گے اگرچہ کوئی ان سے اس کا مطالبہ نہ کرے۔ اور جس کام کا حکم انھیں نہیں دیا گیا ہے وہ اسے بالکل نہیں کریں گے۔ اگرچہ کوئی کتنا بھی ان سے مطالبہ کرے لہٰذا ان سے کسی چیز کا مطالبہ سودمند نہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جب وہ وہی کام کرتے ہیں جس کا انھیں حکم دیا جاتا ہے تو ان سے دعا اور شفاعت کا طلب کرنا جب یہ چیز مشروع نہیں ہے تو یہی چیز شرک کا ذریعہ بن جاتی ہے اور یہ اتنی بڑی خرابی ہے کہ اگر کوئی فائدہ بھی مخفی ہو تو یہ خرابی اسپر غالب آجائے گی، ان کی زندگی اور موجودگی میں اس چیز کا مطالبہ کوئی خرابی کا باعث نہیں، اس لئے کہ یہ لوگ شرک سے روک دیں گے، بلکہ اسکے اندر ایک فائدہ یہ ہے کہ انھیں اس پر اجر و ثواب بھی عطا ہوگا۔

اسی طرح علامہ ابن تیمیہؒ فتاوی ج۱ صفحہ ۳۳ میں فرماتے ہیں: اگر انبیاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور صالحین قبر میں زندہ ہوں اور یہ مان لیا جائے کہ وہ زندوں کے لئے دعا کرتے ہیں اگرچہ اس سلسلے میں آثار وارد ہیں تب بھی کسی کے لئے جائز نہیں کہ ان سے دعا کا طلبگار ہو، سلف صالحین میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا اسلئے کہ یہ شرک اور غیر اللہ کی عبادت کا ایک ذریعہ ہے۔ اسکے برخلاف اگر ان کی زندگی میں یہ چیز طلب کی جائے تو یہ شرک کا ذریعہ نہیں بن سکتی۔ اور دوسرے یہ کہ انبیاء اولیاء اور فرشتوں کا یہ کام غیر اختیاری ہے لہٰذا اس صورت میں سوال کرنے والوں کا سوال اثر انداز نہیں ہو سکتا، اسکے برعکس اگر کوئی ان کی زندگی میں سوال کرے تو سوال کرنے والوں کی بات سُننی جائز ہے، اور موت کے بعد ان کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے، خلاصۂ کلام یہ ہے کہ دعا اور سفارش وغیرہ کا انبیاء اور اولیاء سے ان کی موت کے بعد مطالبہ کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ شرک ہے، دوسری وجہ یہ ہے[1] کہ ان کو پکارنے والوں کا یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ وہ ان کی پکار کو سُنتے ہیں، اگر یہ اعتقاد نہ ہو تو پھر پکارنا بے وقوفی اور گمراہی ہے، اور اہل خرد اس سے بالاتر ہیں جب جائے کہ کوئی مومن اسمیں گرفتار ہو کیونکہ یہ بدیہی اور فطری طور پر باطل ہے۔

---

[1] یہ البانی صاحب کے جواب کی دوسری وجہ ہے، پہلی وجہ ص ۲۹ پر ملاحظہ کر چکے ہیں:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کے اندر بہتیرے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے سامنے یہی حجت پیش کی ہے، چنانچہ ارشاد ہے، اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اَلَھُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِھَا اَمْ لَھُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِھَا اَمْ لَھُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِھَا اَمْ لَھُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا (سورۂ اعراف آیت ۱۹۴ - ۱۹۵) تم لوگ خدا کو چھوڑ کر جنھیں پکارتے ہو وہ محض بندے ہیں جیسے تم بندے ہو ان سے دعائیں مانگ کر دیکھو بس تمہاری دعاؤں کا جواب دیں اگر ان کے بارے میں تمہارے خیالات صحیح ہیں، کیا یہ پاؤں رکھتے ہیں کہ ان سے چلیں کیا یہ ہاتھ رکھتے ہیں کہ ان سے پکڑیں، کیا یہ آنکھ رکھتے ہیں کہ ان سے دیکھیں کیا یہ کان رکھتے ہیں کہ ان سے سنیں۔

بالکل یہی حجت حضرت ابراہیم ع کی تھی جسے انھوں نے اپنے والد کے سامنے پیش کی تھی، فرمایا: اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِیْنَ قَالَ هَلْ یَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ اَوْ یَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ یَضُرُّوْنَ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ۔ (سورہ شعراء آیت ۷۰-۷۴) انھیں ابراہیم علیہ السلام کا قصہ سناؤ جبکہ اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے پوچھا تھا کہ یہ کیا چیزیں ہیں جنکو تم پوجتے ہو، انھوں نے جواب دیا کچھ بت ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنکی ہم پوجا کرتے ہیں اور ان ہی کی سیوا میں ہم لگے رہتے ہیں اس نے پوچھا کیا یہ تمہاری سنتے ہیں جب تم انھیں پکارتے ہو یا یہ تمہیں کچھ نفع یا نقصان پہونچاتے ہیں انھوں نے جواب دیا نہیں! بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا۔

یہ ایسی زبردست حجت تھی جس کا انھیں اعتراف کرنا پڑا اور دل کھی مان گیا لیکن عداوت وعناد کی وجہ سے زبان سے اقرار نہیں کیا اور تقلید آبار کا سہارا لیا میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں جو اس مرض میں مبتلا ہیں کیا جس وقت آپ اولیاء وغیرہ کو پکارتے ہیں آپ کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ وہ آپ کی پکار نہیں سنتے؟ اگر اس عقیدہ کے ساتھ آپ پکارتے ہیں تو آپ مندرجہ بالا مشرکین سے کم نہیں ساتھ ہی ساتھ اسلام اور ایمان کا دعویٰ بھی غلط ہے کیونکہ شرک کے ساتھ کوئی عمل باقی نہیں رہتا، اور نہ کوئی مسلمان ہی رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (سورہ زمر آیت ۶۵)

تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں رہو گے،،

اور اگر ان اولیاء کو پکارتے وقت آپ کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ وہ سنتے ہیں تو یہ ایک نئی گمراہی ہے جو مندرجہ بالا مشرکین میں نہیں تھی۔

برادرانِ اسلام! آپ کو بخوبی معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو بھی قدرت اور صفت عطا کی ہے سب کچھ موت کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے اس میں انبیاء اور اولیاء بھی برابر کے شریک ہیں ان تمام قوتو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے کوئی بھی قوت باقی نہیں رہتی، سوائے روح[1] اور انبیاء علیہم السلام کے جسموں کے جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے[2]

اب جس کا یہ اعتقاد ہو کہ مردے سنتے ہیں گویا اس کا خیال یہ ہے کہ وہ دیکھتے اور تصرف کرتے ہیں یہ تمام چیزیں اولاً تو مشاہدہ کے خلاف ہیں دوسرے اس بارے میں گفتگو کرنا عقل اور طبیعت کی حد رسائی سے تجاوز کرنا ہے اور یہ شرعاً جائز نہیں کیونکہ اس کا تعلق غیب سے ہے اور غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، لہٰذا جب مسئلہ یہ ہے تو ان میں سے کسی چیز کی نسبت مردوں کی طرف کرنا جائز نہیں ہے جب تک کہ کوئی شرعی دلیل موجود نہ ہو۔

اب آپ بتلائیں کیا کوئی دلیل ہے جو مردوں کی سماعت کو ثابت کرتی ہے؟ مندرجہ ذیل سطور میں میں کتاب و سنت سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ مردے سنتے نہیں، دیکھنا یہ ہے کہ کون اپنی سماعت و بصیرت استعمال کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل کرتا ہے "انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین ـ وما انت بھادی العمی عن ضلالتھم ان تسمع الا من یؤمن بآیاتنا فھم مسلمون (سورۂ نمل آیت ۸۰ - ۸۱)

---

[1] اس کی تفصیل صفحہ ۱۰۵ پر ملاحظہ کیجئے۔

[2] اس کی تفصیل صفحہ ۱۰۷ پر دیکھئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے نہ ان بہروں تک اپنی پکار پہونچا سکتے ہو جو پیٹھ پھیر کر آگے جا رہے ہوں، اور نہ اندھوں کو راستہ بتا کر بھٹکنے سے بچا سکتے ہو، تم اپنی بات ان لوگوں کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں، اور پھر فرمانبردار بن جاتے ہیں۔

مُردوں کے عدم سماع کی تحقیق:۔ مردوں کی سماعت کا مسئلہ عالم برزخ سے متعلق ہے جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے لہٰذا اس میں رائے اور قیاس کا استعمال جائز نہیں، بلکہ یہ کتاب وسنت کے دلائل پر منحصر ہے آپ اس کتاب کی فصل اوّل میں دیکھیں گے کہ مصنف نے علماء احناف کے کلام سے یہ ثابت کیا ہے کہ مردے سنتے نہیں، اسی طرح فصل ثانی میں علماء احناف کے علاوہ دوسرے علماء سے بھی اس بات کو نقل کیا ہے، اور بقیہ علماء سے یہ بات ثابت ہے کہ مردے کے اندر سماعت کی قوت ہوتی ہے۔

یہاں یہ چیز بھی ذہن میں رکھیے کہ کوئی بھی بات کہنے والوں کی کثرت وقلت سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ قرآن وسنت سے ثابت شدہ دلائل سے حق مانی جاتی ہے مندرجہ ذیل سطور میں اس پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

مُنکرین سماعت کے دلائل:۔ عدم سماعت کے ثبوت میں ان کے متعدد دلائل ہیں سب سے اہم دلیل قرآن مجید کی یہ دو آیتیں ہیں۔

(۱) وَمَا اَنتَ بِمُسمِعٍ مَّن فِی القُبُورِ (سورہ فاطر آیت ۲۲) تم ان لوگوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں سُنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں۔ (۲) إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۔ (سورہ روم آیت ۵۲) اے نبیؐ تم مردوں کو نہیں سنا سکتے، نہ ان بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہو جو پیٹھ پھیر کر چلے جا رہے ہوں۔

سماعت کے قائلین کا پہلا جواب :- انھوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ آیت کے اندر "موتیٰ"، اور "من فی القبور" کا حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ مجازی معنی مراد ہے یعنی اس سے مراد زندہ کفار ہیں اس معنی میں کہ جس طرح مردے اور قبر والے سُنا نہیں کرتے اسی طرح کفار بھی سُنا نہیں کرتے، یہی تفسیر حافظ ابن حجر نے بھی ذکر کی ہے[۱]

اس میں کوئی شک نہیں کہ حافظ ابن حجر نے جو معنیٰ بیان کیا ہے، دونوں آیتوں کے سیاق وسباق کے اندر غور وفکر کرنے کے بعد یہی واضح ہوتا ہے۔ اور دوسرے مفسرین کا بھی یہی قول ہے لیکن ان دونوں آیتوں سے مردوں کی عدم سماعت پر استدلال کرنا کوئی بعید نہیں اسلئے کہ لوگوں میں یہ بات معروف تھی کہ مردے حقیقت میں سنتے نہیں اسلئے ان کے ساتھ زندہ کفّار کو تشبیہ دی گئی، اس سے معلوم ہوا کہ جن کے ساتھ کفار کو تشبیہ دی گئی ہے ان کے

---

[۱] اسکی تفصیل صفحہ ۸۱ پر ملاحظہ فرمایئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندر عدم سماع کی قوت بدرجۂ ادنیٰ پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر یہ کہا جائے کہ زید شیر کی طرح بہادر ہے تو اس کا معنیٰ یہ ہوا کہ شیر بھی بہادر ہے بلکہ شیر کے اندر زید سے زیادہ شجاعت پائی جاتی ہے۔ اسی طرح ان دونوں آیتوں کے اندر اگرچہ گفتگو کفار کے بارے میں ہے اور انھیں مردوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مردے سنتے ہیں بلکہ عربی زبان سے واقف ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ اس تشبیہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مردوں کے اندر نہ سننے کا مادہ کفار سے زیادہ پایا جاتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مردے سنتے نہیں ہیں۔

دوسرا جواب :۔ سماعت کے قائلین دوسرا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہاں مراد یہ ہے کہ مردے سنتے تو ہیں لیکن سننے سے انھیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ میرے خیال میں الٹا لوگوں نے آیت کے اندر تشبیہ کو الٹ دیا ہے اور مشبہ بہ کو مشبہ بنا دیا ہے اسلئے کہ نفع کی قید ان زندہ کفار پر صادق آتی ہے جو سنتے تو ہیں لیکن فائدہ نہیں اٹھاتے، جیسا کہ معروف ہے۔ لہٰذا یہ کیسے جائز ہوا کہ مردوں کو مشبہ اور کفار کو مشبہ بہ قرار دیا جائے۔ جبکہ مردے بالکل نہیں سنتے آیت کے اندر جو تشبیہ بیان کی گئی ہے وہ صحیح ہے، اور استفادہ کی قید باطل ہے اگر کوئی قطعی دلیل موجود ہوتی کہ مردے مطلقاً سنتے ہیں تو اس قسم کی قید صحیح ہوتی بلکہ اس پر ایمان لانا واجب ہو جاتا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصوص کے درمیان تعارض کو دور کرنا ضروری ہوتا لیکن ایسی کوئی دلیل نہیں بلکہ سارے دلائل اسکے خلاف ہیں، یکے بعد دیگرے وہ دلائل بیان کرتا ہوں۔

پہلی دلیل:۔ اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ (سورہ نمل آیت ۸۰ ۔ روم ر ۵۲)

تم مردوں کو نہیں سُنا سکتے نہ ان بہروں تک اپنی پکار پہونچا سکتے ہو جو پیٹھ پھیر کر آگے جا رہے ہوں، اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے اندر جہاں کفار کو مردوں کے مانند قرار دیا ہے وہیں بہرہ بھی شمار کیا ہے ایا اس کا معنیٰ یہ ہوا کہ بہرے بھی سنتے ہیں لیکن ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا یا یہ معنیٰ ہوا کہ بہرے بالکل نہیں سنتے جیسا کہ معروف ہے۔

تفسیروں میں یہی معنیٰ منقول ہے چنانچہ علامہ ابن جریر طبری اپنی تفسیر ج۲۱ ص۳۶ میں فرماتے ہیں: اس آیت کے اندر اللہ تعالیٰ نے کافروں کی ایک مثال بیان کی ہے جس کا معنیٰ یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان مشرکوں کو جنکے کانوں پر مُہر لگا دی گئی ہے آپ کچھ سمجھا نہیں سکتے قرآن مجید کی نصیحتوں کو سمجھنے کی قوت ان سے سلب کرلی گئی ہے اس طرح آپ ان مردوں کو بھی سماعت عطا کرکے کچھ سمجھا نہیں سکتے جنکی قوت سماعت سلب کرلی گئی ہے۔

آیت کے دوسرے جزء "وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ" کے ضمن میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں: اسی طرح آپؐ ان بہروں کو جن کی قوت سماعت سلب کرلی گئی ہے کچھ سنا نہیں سکتے جبکہ وہ آپ سے پیٹھ پھیریں۔ نیز آپؐ ان لوگوں کو جن کی سننے سمجھنے کی قوت سلب کرلی گئی ہے سننے سمجھنے کی توفیق نہیں بخش سکتے۔ پھر علامہ ابن جریر رحمہ اللہ حضرت قتادہ سے نقل کرتے ہیں: ھٰذا مثل ضربہ اللہ للکافر فکما لا یسمع المیت الدعاء کذلک لا یسمع الکافر ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین۔ یقول: لو أن أصم ولی مدبرا ثم نادیتہ لم یسمع کذلک الکافر لا یسمع ولا ینتفع بما سمع"۔ یعنی اللہ نے کافروں کی ایک مثال بیان کی ہے کہ جس طرح میت کسی کی پکار نہیں سنتا اسی طرح کافر بھی نہیں سنتا۔ اور "لا تسمع الصم الدعاء" کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر کوئی بہرہ پیٹھ پھیر کر چلا جائے پھر آپ پکاریں تو وہ نہیں سن سکتا اسی طرح کافر نہیں سنتا ہے نہ سن کر کچھ فائدہ حاصل کرتا ہے۔

علامہ سیوطیؒ الدر المنثور ج ۵ ص ۱۱۴ میں لکھتے ہیں کہ اس روایت کو ابن جریر کے علاوہ عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے بھی ذکر کیا ہے۔ امام قرطبی نے بھی اس آیت کی وہی تفسیر کی ہے جو طبری نے کی ہے[1]

---

[1] دیکھئے تفسیر قرطبی ج ۱۳ ص ۲۳۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر کی ان معتبر کتابوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مردے قبر میں سُنتے نہیں، جس طرح بہرے پیٹھ پھیر کر چلے جانے کے بعد نہیں سنتے۔

آیت کا یہی مفہوم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی لیا تھا جو حدیث وغیرہ کی کتابوں میں مذکور ہے اور مصنف نے بھی کتاب کے اندر متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے بھی یہی مفہوم لیا تھا

دوسری دلیل: ذلکم اللہ ربکم لہ الملک والذین تدعون من دونہ مایملکون من قطمیر ۔ ان تدعوھم لایسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ویوم القیامۃ یکفرون بشرککم ولاینبئک مثل خبیر (سورہ فاطر آیت ۱۳ ـ ۱۴)

"وہی اللہ جس کے یہ سارے کام ہیں تمہارا رب ہے ۔ بادشاہت اسی کی ہے اسے چھوڑ کر جن دوسروں کو تم پکارتے ہو ایک پرکاہ کے بھی مالک نہیں، انھیں پکارو تو وہ تمہاری دعائیں سن نہیں سکتے، اور سن لیں تو ان کا تمہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے، اور قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کا انکار کریں گے، حقیقت حال کی ایسی صحیح خبر تمہیں ایک خبردار کے سوا کوئی نہیں دے سکتا،

اس آیت میں اللہ نے صراحتًا یہ بیان کردیا ہے کہ مشرکین جنکو پکارتے تھے ان کے اندر قوت سماعت نہیں تھی اور یہ وہ مردہ اولیا وصالحین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے تھے جنکے مجسمے اور بت مشرکین بنا لیا کرتے تھے اور ان کے اندر ان کی پوجا کرتے تھے خود مجسموں کی پوجا نہیں کرتے تھے، جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے، وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا۔ (سورہ نوح آیت ۲۳) انھوں نے کہا ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو ود اور سواع کو اور نہ یغوث، یعوق اور نسر کو،

ابن عباس وغیرہ سے مروی ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم میں یہ پانچ نیک آدمیوں کے نام تھے جب ان کی وفات ہوگئی تو ان کی قوم کو شیطان نے ورغلایا کہ ان کی مجلسوں میں ان کے مجسمے نصب کردو، اور ان ہی کے نام پر ان کے مجسمے تیار کراؤ۔ ان لوگوں نے عقیدت کے پیش نظر ایسا ہی کیا۔ جب عقیدت بڑھ گئی تو عبادت بھی شروع ہوگئی۔ اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ» (سورہ زمر آیت ۳) وہ لوگ جنھوں نے اسکے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (اور اپنے فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں) کہ ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔

یہ آیت بھی واضح طور پر اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مشرکین نیک لوگوں کی پوجا کرتے تھے، اس لئے ان کو وسیلے بنا رکھے تھے اور کہا کرتے تھے کہ قربت کے لئے ان کی عبادت کرتے ہیں، اسی عقیدے کے پیش نظر ان کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پکارنے اور عبادت کرتے تھے اس عقیدے کی سب سے بڑی بنیاد یہ تھی کہ ان کے خیال میں یہ لوگ سنتے تھے اور نفع ونقصان پہونچاتے تھے۔ اگر کسی مشرک کا یہ اعتقاد ہو کہ جنھیں وہ پکارتا ہے وہ نفع ونقصان کے مالک نہیں تو ایسا خام عقیدہ اس کے ذہن میں آہی نہیں سکتا خواہ کتنا ہی ضعیف العقل ہو، علامہ ابن القیم فرماتے ہیں:

"مشرکین کے ساتھ شیطان نے بت پرستی کا جو کھیل کھیلا ہے اسکے متعدد اسباب ہیں۔ کچھ لوگوں کو اس نے بت پرستی کی دعوت مردوں کی تعظیم کی خاطر دی۔ ان لوگوں نے ان بتوں کو مردوں کی شکل میں بنایا، جیسا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے متعلق گذر چکا۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر مسجدیں بنانے والے پر لعنت بھیجی، اور قبروں کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے سے منع فرمایا[1]

مشرکین اس حقیقت کے منکر یا تو جہالت کی وجہ سے ہیں یا اہل توحید کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے عام مشرکوں کی بت پرستی کا یہی سبب ہے لیکن جو خاص قسم کے مشرکین ہیں انھوں نے بتوں کو ستاروں کی شکل میں بنا رکھا ہے جو انکے خیال میں کائنات کے اندر تصرف کرتے ہیں ان کے لئے گھر بنا رکھے ہیں اور مجاور

---

[1] اسکی تفصیل کتاب "تحذیر الساجد من اتخاذ القبور مساجد" میں دیکھئے (۱)

(۱) یہ علامہ البانی کی مفید تصنیف ہے اس کا اردو ترجمہ "اسلام اور قبروں پر مساجد کی تعمیر" کے نام سے جامعہ سلفیہ بنارس سے شائع ہو چکا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منقش کر رکھے ہیں۔

آگے علامہ ابن القیم فرماتے ہیں: بت گری دراصل ابتدا میں ایک غیر موجود معبود کی شکل میں تھی، پھر ان لوگوں نے اس معبود کی اصل صورت و ہیئت میں بت تراشے، تاکہ یہ مجسمہ اس کا قائم مقام بن جائے، اگر اس حقیقت کو نہیں مانا جائے گا تو یہ کیسے قابل تسلیم ہوگا کہ ایک عقلمند اپنے ہاتھوں سے لکڑی یا پتھر کا مجسمہ تراشے اور پھر اسے اپنا معبود کہے۔ میرے نزدیک قرین قیاس یہ ہے کہ اس آیت کے اندر "لا یسمعوا دعاءکم" سے بذات خود معبود مراد ہیں نہ کہ ان کے مجسمے۔ اس لئے کہ آیت کے آخر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ معبودان اپنے شرک کا انکار کریں گے، اور یہ روز روشن کی طرح واضح ہے کہ قیامت کے دن بتوں کو نہیں اٹھایا جائے گا، کیونکہ وہ جمادات ہیں کسی چیز کے مکلف نہیں، جو لوگ اٹھائے جائیں گے وہ پجاری اور معبود ہوں گے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنْتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا" (سورہ فرقان آیت ۱۷، ۱۸)

"اور وہی دن ہوگا جبکہ تمہارا رب ان لوگوں کو جمع کرلائے گا اور ان کے ان معبودوں کو بھی بلا لیگا جنھیں یہ آج اللہ کو چھوڑ کر پوج رہے ہیں پھر ان سے پوچھے گا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود راہ راست سے بھٹک گئے تھے وہ عرض کریں گے پاک ہے آپ کی ذات ہماری تو یہ بھی مجال نہ تھی کہ آپ کے سوا کسی کو اپنا مولیٰ بنائیں مگر آپ نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو خوب سامان زندگی دیا حتی کہ یہ سبق بھول گئے اور شامت زدہ ہو کر رہے۔ اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے: ویوم یحشرھم جمیعًا ثم یقول للملائکۃ أھؤلاء ایاکم کانوا یعبدون، قالوا سبحانک انت ولینا من دونھم بل کانوا یعبدون الجن اکثرھم بھم مومنون۔ (سورہ سبا آیت ۴۰-۴۱) اور جس دن وہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کیا کرتے تھے تو وہ جواب دیں گے کہ پاک ہے آپ کی ذات ہمارا تعلق تو آپ سے ہے نہ ان لوگوں سے، دراصل یہ ہماری نہیں بلکہ جنوں کی عبادت کرتے تھے ان میں سے اکثر ان ہی پر ایمان لائے ہوئے تھے، ایک تیسری جگہ ارشاد فرمایا: وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعیسیٰ بن مریم أأنت قلت للنّاس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللّٰہ قال سبحانک مایکون لی ان اقول مالیس لی بحق (سورہ مائدہ آیت ۱۱۶) اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنالو۔ وہ جواب میں عرض کرے گا کہ سبحان اللہ میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا جسکے کہنے کا مجھے حق نہ تھا،،

قرآن کی بہترین تفسیر وہ ہے جو کتاب و سنّت سے کی گئی ہو اور کتاب و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ت میں یہ کہیں نہیں ملتا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جمادات کو بھی جمع کرے گا
لہٰذا آیت سے جتنا ثابت ہوتا ہے اسی پر اکتفا کرنا واجب ہے :

اعتراض : آپ کی بات صحیح تو ہے لیکن اس آیت کی تفسیر میں مفسرین
نے یہ معنیٰ بھی نقل کیا ہے کہ "لا یسمعوا دعاءکم" سے مراد بت ہیں جو جمادات
ہیں نفع ونقصان کے مالک نہیں،

جواب : بظاہر میری بات ان کے خلاف ہے لیکن اس سے یہ کہاں لازم
آتا ہے کہ ان مفسرین نے دوسرا معنیٰ نہیں بیان کیا ہے۔ علامہ قرطبی اور شوکانی
فرماتے ہیں کہ "وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ" سے یہ بھی مراد لیا جا سکتا
ہے کہ کفار کے یہ معبود ذوی العقول ہوں جیسے فرشتے، جن، انبیاء اور شیطان
وغیرہم اس معنیٰ میں کہ یہ معبود اس بات کا انکار کریں گے کہ تم نے جو کیا تھا
صحیح کیا تھا اور اس بات کا بھی انکار کریں گے کہ اپنی عبادت کا انھوں نے
تمہیں حکم دیا تھا جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ نے بتلایا[1]
ان دونوں مفسرین کی یہ تفسیر مذکورہ تفسیر کے مقابلہ میں بہتر ہے، جس کی طرف
انھوں نے اشارہ کیا ہے کیونکہ یہ تفسیر مدلل ہے اور دوسری تفسیر سے یہ لازم آتا ہے۔
کہ معبود پتھروں کو جمع کیا جائے گا۔ حالانکہ اس کی کوئی دلیل نہیں :-

---

[1] تفسیر قرطبی ج ۱۴ ص ۳۳۶، فتح القدیر ج ۴ ص ۳۴۳

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں گرفتار ہیں"

دوسری دلیل کے ضمن میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ صالحین موت کے بعد سنتے نہیں ہیں، اسی طرح جو غیر صالحین ہیں وہ بھی نہیں سنتے بلکہ یہ بدرجہ اولیٰ نہیں سنتے، لہٰذا سارے میت سنتے نہیں۔" واللہ الموفق"

تیسری دلیل: قلیب بدر والی حدیث ہے، اس سلسلے میں مختلف روایتیں ہیں، میں دو حدیثوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ (۱) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلیب بدر کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا تمہارے رب نے تم سے جو وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے برحق پایا، پھر فرمایا اس وقت میں جو کہہ رہا ہوں وہ سن رہے ہیں حضرت عائشہؓ سے جب اس کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ میں جو ان سے کہہ رہا تھا اب جائیں گے کہ وہی حق تھا پھر حضرت عائشہؓ نے یہ آیت تلاوت کی " انک لا تسمع الموتیٰ [۱]

(۲) دوسری حدیث ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی ہے وہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کے دن سرداران قریش میں سے ۲۴ آدمیوں کے بارے میں یہ حکم صادر فرمایا کہ انھیں بدر کے ناپاک کنوؤں میں سے کسی ایک کن

---

[۱] دیکھیے فتح الباری ج ۷ ص ۲۴۲ نسائی ج ۱ ص ۲۹۳، مسند احمد ج ۲ ص ۳۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی لئے شیخ عبدالرحمن ابن محمد بن عبدالوہاب " قرۃ عیون الموحدین " ص ۱۰
فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں کو لفظ " ذلکم اللہ ربکم لہ الملک "
سے شروع کیا ہے، اس سے یہ مقصود ہے کہ بادشاہت اللہ کی ہے اور تمام ملوک
مخلوقات اسکے تصرف اور قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر " اللہ کو چھوڑ کر جن
کو تم پکارتے ہو وہ ایک پرکاہ کے بھی مالک نہیں۔
جسکی یہ حالت ہو اسکو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اللہ کے علاوہ نفع ونقصان
میں کسی دوسرے کی طرف راغب ہو بلکہ اس پر یہ واجب ہے کہ وہ خالص اللہ کو
پکارے کیونکہ یہ سب سے بڑی عبادت ہے، اور اللہ نے بتلایا کہ مشرکین جنکو پکارتے
ہیں وہ کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ ہی ان کی پکار سنتے ہیں اور اگر فرض بھی کرلیا
جائے کہ وہ سنتے ہیں تو پکارنے والوں کی حاجت براری نہیں کرسکتے اور قیامت
کے دن خود اسکے منکر بھی ہونگے اور اس سے برات ظاہر کریں گے۔
ان آیتوں کے اندر اللہ نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ یہ
پکار شرک ہے اور شرک کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا۔ مشرکین نے اللہ تعالیٰ
کی نہ تو تصدیق کی اور نہ ہی اسکے حکم وشریعت کی تعمیل کی بلکہ اسکے برعکس
یہ عقیدہ رکھا کہ میت سنتے ہیں، اور نفع ونقصان پہونچاتے ہیں، چنانچہ
ایمان اور اسلام کا دامن سرے سے چھوڑ دیا ہے جیسا کہ آج اکثر جاہل اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ڈال دیا جائے آپ کی یہ عادت تھی کہ جب بھی آپ کسی قوم پر جنگ میں غلبہ حاصل کر تے تھے تو تین دن اس میدان میں قیام کرتے تھے غزوۂ بدر کے بعد تیسرے دن آپؐ نے سواری پر کجاوہ رکھنے کا حکم دیا اور اس پر سوار ہو کر چل پڑے، صحابہ بھی آپ کے پیچھے چلے، چونکہ عادت کے خلاف آپ چل پڑے تھے اسلئے صحابہ کرام آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ کسی ضروری کام سے کہیں جا رہے ہیں، بہرحال آپ اس کنویں کے کنارے کھڑے ہوئے اور اس میں پھینکے گئے تمام آدمیوں کو نام بنام پکارنے لگے، آپ فرما رہے تھے کیا تمہیں اس بات سے خوشی ہوتی کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے، ہم نے تو اپنے رب کے وعدے کو برحق پایا تمہارے رب نے تم سے جو وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے برحق پایا۔ حضرت عمرؓ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جن جسموں میں روح نہ ہوں ان سے کیسے کلام کیا جا سکتا ہے، آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے میں جو ان سے کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے

حضرت قتادہؓ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ کر دیا تھا تاکہ انھیں آپ کی بات سنا دے، اس سے ان کی سرزنش توہین اور حسرت و ندامت مقصود تھی، [1] اس حدیث سے دو طریقوں سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ پہلی روایت

---

[1] دیکھئے فتح الباری ج ۸ ص ۳۰۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "الآن" کا لفظ استعمال کیا ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اس وقت سن رہے ہیں اسکے بعد نہیں سن سکیں گے،

"وھو المطلوب"

یہ ایک نکتہ کی بات ہے علامہ آلوسی مصنف کے والد ماجد نے بھی "روح المعانی" ج ۲ ص ۴۵۵ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے، لہذا اس حدیث میں اس بات کی طرف قوی اشارہ ہے کہ درا اصل مردے سنتے نہیں ہیں لیکن قلیب بدر کے مردوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات خلاف عادت سنی اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں سنایا تھا، اور اسے آپ کے لئے ایک معجزہ بنایا اسکی تفصیل زیر نظر کتاب کے صفحہ ۴۷ پر ملاحظہ فرمائیں گے،

علامہ قرطبی اپنی تفسیر ج ۱۳ ص ۲۳۲ میں فرماتے ہیں: ابن عطیہ[1] نے اسکی تفسیر میں فرمایا: بدر کا یہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں قوت سماعت دوبارہ دیدی تھی تاکہ وہ آپکا کلام سنیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اس حدیث میں ان کے سننے کی خبر نہ دیتے تو ہم اسے اس بات پر محمول کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کی سرزنش

---

[1] آپکا نام عبد الحق بن غالب بن عطیہ ہے، بہت بڑے مفسر اور فقیہ تھے سنہ ۵۴۲ھ میں وفات پائی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مومنوں کی تسلی کے لیے ان سے کلام کیا تھا"

شیخ البانی کہتے ہیں یہی وجہ ہے خطیب تبریزی نے اس حدیث کو باب المعجزات میں ذکر کیا ہے ؎۔ (۲) حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہ کرام کے دلوں میں جو اعتقاد تھا کہ مردے سنتے نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس عقیدے کو برقرار رکھا، بعض صحابہؓ نے اشارۃً اور بعض نے صراحتاً اس کا اظہار کیا تھا۔

اشارۃً اس طرح کہ جب صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مردوں سے کلام کرتے ہوئے دیکھا تو یہ کہا کہ آپ بے جان جسموں سے کیسے گفتگو کر رہے ہیں، اگر نبی کریم سے اس عقیدہ کو انھوں نے حاصل نہ کیا ہوتا تو اس قسم کی بات کہنے کی جرأت نہ کرتے اور اگر بالفرض مان لیا جائے کہ ان کو اس عقیدے کا پہلے سے علم نہیں تھا تو دعوت وتبلیغ کا تقاضہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بتلادیتے کہ تمہارا خیال غلط ہے، تمہارے اس عقیدے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں، حالانکہ ایسی کوئی روایت نہیں ملتی کہ آپ نے ان سے یہ کہا ہو، زیادہ سے زیادہ آپ نے یہی کہا کہ تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو آپکے اس قول کے اندر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ نے مردوں سے متعلق ایسا کوئی قاعدہ وقانون

؎ مشکوٰۃ جلد ۳ حدیث ۵۹۳۸ ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بیان فرمایا جوان کے سابقہ عقیدہ کے خلاف ہو بلکہ آپنے خاص طور پر ان مردوں کے بارے میں خبر دی جو قلیب بدر کے اندر پھینک دیئے گئے تھے، اگر آپ ابن عمر کی روایت کے اندر غور و خوض کریں گے تو یہ معنیٰ بالکل واضح ہو جائے گا کہ وہ مردے اس وقت سن رہے ہیں، للہذا قلیب بدر کے ان مردوں کا سُننا اسی وقت کے ساتھ خاص ہے جس وقت انھوں نے سُنا تھا اور صرف وہی سُنا تھا جو نبی کریمؐ نے ان سے کہا تھا،

چنانچہ یہ خاص واقعہ ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہمہ وقت سُنتے ہیں اور ہر بات سُنتے ہیں، اسی طرح یہ واقعہ اس پر بھی دال نہیں کہ دوسرے مُردے بھی سُنتے ہیں۔ اور جن صحابہؓ نے صراحتاً اس عقیدہ کا اظہار کیا تھا کہ مردے کیسے سن سکتے ہیں اسکی وضاحت حضرت انس کی روایت میں پائی جاتی ہے جیسے امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔ فسمع عمر صوته فقال یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنادیھم بعد ثلاث وھل یسمعون یقول اللہ عزوجل انک لاتسمع الموتیٰ فقال والذی نفسی بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منھم ولکنھم لایستطیعون ان یجیبوا[۱]۔ یعنی جب حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مردوں سے ہم کلام ہوتے ہوئے دیکھا تو کہا اے اللہ کے رسولؐ آپ تین دنوں کے بعد انکو

---

[۱] دیکھیے مسند احمد - جلد ۳ - ص ۲۸۷ -

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آواز دے رہے ہیں کیا یہ سنتے ہیں اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے، آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے ان سے زیادہ تم میری بات کو نہیں سن رہے ہو لیکن یہ لوگ جواب نہیں دے سکتے،

یہاں حضرت عمرؓ نے صراحت کے ساتھ یہ ذکر کیا کہ ان کے اس سوال کی بنیاد مذکورہ آیت ہے اور اس آیت سے تمام صحابہ نے ایک عام مفہوم مراد لیا ہے جس میں قلیب بدر کے مردے بھی داخل ہیں اسلئے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو ٹوک باتیں کیں تاکہ کوئی اشکال باقی نہ رہ جائے۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ صحابہ نے آیت کا جو مفہوم لیا تھا نبی کریمؐ نے اسکو صحیح قرار دیا اسلئے کہ آپ نے نہ اسکا انکار کیا اور نہ ہی ان سے یہ کہا کہ تم نے آیت کا مفہوم غلط لیا ہے یہ آیت تمام مردوں کو شامل نہیں ہاں اتنی وضاحت ضرور کر دی کہ ان مردوں کا معاملہ جدا گانہ ہے یہ آیت سے مستثنیٰ ہے۔

ایک بات کا ذکر کر دینا بہتر ہے کہ حضرت عائشہؓ نے آیت سے جو استدلال کیا تھا بعینہ وہی استدلال حضرت عمرؓ کا بھی تھا لہٰذا حضرت عائشہؓ کو آج خطاوار ٹھہرانا صحیح نہیں ہے خاص طور سے اس وقت جبکہ اللہ کے رسول نے حضرت عمرؓ کی تائید کی، یہ اور بات ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے جب اس قصہ کو بیان کیا تو حضرت عائشہؓ نے ان کی تردید کی، حضرت عائشہؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ کی روایتوں کو جمع کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ ہی سے وہم ہوا ہے لیکن ان تمام روایتوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تطبیق اس طرح دی جا سکتی ہے کہ آیت سے استدلال کرنے میں حضرت عائشہؓ سے کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے بلکہ اس قصہ کی حقیقت ان سے پوشیدہ تھی اگر ایسی بات نہ ہوتی تو ان کا موقف بھی وہی ہوتا جو تمام صحابہ کا موقف تھا، لہٰذا صحیح موقف یہی ہے کہ یہ قصہ آیت سے مستثنیٰ ہے۔

ایک بات قابل توجہ یہ ہے کہ مسائل کو صحیح طور پر سمجھنے کیلئے ان امور کی رعایت بھی ضروری ہے جو آپ سے بطور اقرار ثابت ہوں ورنہ احادیث کے سمجھنے میں لبسا اوقات غلطی ہو سکتی ہے، زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں یہی مسئلہ ایک بڑا شاہد ہے۔ کیونکہ بعض مصنف نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ مردے سنتے ہیں اور وہ بھول گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے اس خیال کی تردید نہیں کی کہ مردے سنتے نہیں لہٰذا یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ دراصل مردے سنا نہیں کرتے، جب تک کہ کوئی دوسری دلیل اسکے خلاف نہ آجائے،

تحقیقی نظر رکھنے والا اس قسم کی بہت سی مثالیں پائے گا، میں مزید دو مثالیں بیان کرتا ہوں۔ (۱) حضرت جابر کی حدیث ام مبشر روایت کرتی ہیں کہ انھوں نے حضرت حفصہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ان شاءاللہ جو لوگ بیعت رضوان میں شریک تھے ان میں سے کوئی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ حفصہؓ نے کہا کیوں نہیں اللہ کے رسولؐ، تو آپؐ نے ان کو ڈانٹا پھر حضرت حفصہؓ نے کہا: اللہ نے فرمایا ہے: وَاِنْ مِّنْكُمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَّا وَارِدُھَا ٭(سورہ مریم آیت ۷۰) تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو جہنم پر وارد نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ یہ بھی کہتا ہے "ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیھا جثیا : (سورہ مریم آیت ۷۱)۔ ہم ان لوگوں کو بچالیں گے جو دنیا میں متقی تھے اور ظالموں کو اسی میں گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔

حضرت حفصہؓ نے آیت سے یہ استدلال کیا تھا کہ جہنم میں ہر شخص داخل ہوگا خواہ نیک ہو یا بد، اسی لئے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا بیعت رضوان میں شریک ہونے والوں میں سے کوئی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا، تو ان کو اشکال ہوا اور یہ آیت پیش کی، لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا یہ اشکال اسطرح دور کیا کہ ان کو پوری آیت پڑھ کر سنائی۔

لہٰذا اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت حفصہؓ نے آیت کا جو مفہوم سمجھا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہیں کیا بلکہ آیت کے اندر اس سے کون لوگ مراد ہیں اور حدیث کے اندر کون لوگ مراد ہیں، اسکی وضاحت کردی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بیعت رضوان میں شریک ہونے والے لوگوں کو عذاب نہیں ہوگا، ہاں جہنم سے گذرتے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے، اور آیت کا مفہوم یہ ہے کہ تمام لوگ جہنم سے گذریں گے، کچھ لوگ تو اس کے عذاب میں گرفتار ہو جائیں گے اور کچھ لوگ اس سے محفوظ رہ کر جنت میں چلے جائیں گے۔

(۲) دوسری مثال بخاری و مسلم کی ایک روایت ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اسوقت انصار کی دو لڑکیاں منیٰ کے دنوں میں دُف وغیرہ بجا کر انصار کے ان کارناموں کو بیان کر رہی تھیں جو انھوں نے جنگ[1] بعاث میں انجام دیئے تھے، یہ لڑکیاں گانے والی نہیں تھیں، آپ اپنا رخ انور دوسری طرف کر کے لیٹ گئے۔ اسی دوران حضرت ابوبکر داخل ہوگئے آپ اپنے اوپر کپڑا ڈھانکے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر نے مجھے ڈانٹا اور کہا کہ شیطانوں کی بانسری محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک کھول کر ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا ابوبکر رہنے دو ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے آج ہماری عید کا دن ہے، حضرت عائشہ کہتی ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذرا ان لڑکیوں کی طرف سے غافل ہوئے تو میں نے انکو اشارہ کیا اور وہ دونوں چلی گئیں۔ اس حدیث کے اندر آپ دیکھیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کی اس بات کا انکار نہیں کیا کہ گانا بجانا شیطان کا فعل ہے، اور نہ ہی جب انھوں نے ڈانٹا تو اسکو برا سمجھا، بلکہ آپ نے ان کی دونوں باتوں کو برقرار رکھا، لہذا معلوم ہوا کہ یہ چیز درست ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے یہ بات کیسے کہی کہ یہ شیطان کا

---

[1] یہ ایک قلعہ کا نام ہے جسکے قریب انصار کے دو قبیلوں اوس اور خزرج کے درمیان ہجرت سے ۳ سال قبل جنگ ہوئی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل ہے، ظاہر بات ہے کہ انھوں نے اس چیز کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے حاصل کیا تھا، جیسا کہ گانے بجانے سے متعلق بے شمار حدیثیں موجود ہیں، اگر حضرت ابو بکر کو پہلے سے اس کا علم نہ ہوتا اور اس موقف میں وہ حق پر نہ ہوتے تو کبھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس قسم کی جرآت نہ کرتے، ہاں ان کو یہ نہیں معلوم تھا کہ عید اور خوشی کے موقع پر اس نوعیت کا گانا بجانا درست ہے جس کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا،

لہٰذا ابو بکر کا انکار اپنی جگہ مسلّم تھا، کیونکہ آپ نے اسے برقرار رکھا لیکن اس سے یہ مستثنیٰ کر دیا کہ عید کے موقع پر اس نوعیت کا گانا بجانا جائز ہے[1]،

چنانچہ معلوم ہوا کہ جس طرح وہاں حضرت عمرؓ کے انکار کو برقرار رکھا اور ایک خاص حکم بیان کیا کہ تمہاری بات صحیح ہے مردے سنا نہیں کرتے لیکن یہ مردے اس وقت سن رہے ہیں، بالکل اسی طرح حضرت ابو بکر کے انکار کو برقرار رکھتے ہوئے یہ بیان کیا کہ جس نوعیت کا گانا بجانا یہ لڑکیاں کر رہی ہیں عید کے موقع پر اتنا جائز ہے۔

چوتھی دلیل:۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنَ عَنْ اُمَّتِی السَّلَامَ، یعنی اللہ نے کچھ فرشتوں کو مقرر کر دیا ہے

---

[1] واضح رہے کہ وہ لڑکیاں نابالغ تھیں اور جنگ بعاث کے اشعار پڑھ رہی تھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین میں گھومتے ہیں اور میری امت کی طرف سے مجھ کو سلام پہونچاتے ہیں ،

یہ حدیث صراحتًا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کا سلام خود نہیں سُنتے اسلئے کہ اگر آپ خود سلام سنتے تو کسی کی ضرورت نہ ہوتی کہ وہ آپ کو لوگوں کا سلام پہونچائے ، جب معاملہ یہ ہے کہ آپ سلام نہیں سُن سکتے تو کلام بدرجہ اولیٰ نہیں سن سکتے ۔ اور جب آپ نہیں سن سکتے تو آپ کے علاوہ کوئی دوسرا مردہ بدرجہ اولیٰ نہیں سن سکتا ۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواہ کوئی آپ کی قبر کے پاس سلام کرے یا اس سے دور رہ کر بہرحال آپ نہیں سنتے اسی طرح کوئی دوسری دلیل بھی موجود نہیں جس میں اسکی صراحت موجود ہو کہ دور اور نزدیک سے سلام پڑھنے میں کوئی فرق ہے ۔ اس تفریق کو بتلانے والی جو حدیث مروی ہے وہ موضوع ہے ۔

مخالفین کے دلائل ۔۔

۱ :- قلیب بدر والی حدیث ہے ۔ اس پر مکمل بحث کر چکا ہوں کہ یہ حدیث قلیب بدر کے مردوں کے ساتھ خاص ہے اور اس کے اندر اس بات کی دلیل ہے کہ دراصل مردے سنتے نہیں ہیں ۔ ان کا سُننا ایک معجزہ تھا ۔

۲ :- یہ حدیث ہے إِنَّ الْمَيِّتَ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ إِذَا انْصَرَفُوا ۔ یعنی جب لوگ تدفین کے بعد لوٹنے لگتے ہیں تو مردہ ان کے قدموں کی چاپ سُنتا ہے ۔

دوسری روایت میں ہے " إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنَّہٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ۔ اَتَاہُ مَلَکَانِ ۔ یعنی مردے کو قبر میں رکھنے کے بعد جب لوگ لوٹنے لگتے ہیں وہ ان کے پاؤں کی چاپ سنتا ہے اور پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں[1] یہ حدیث بھی ایک وقت کے ساتھ خاص ہے یعنی جب فرشتے سوال کیلئے آتے ہیں تو وہ زندہ ہوتا ہے اور لوگوں کے قدموں کی چاپ سنتا ہے۔ لہٰذا اس سے بھی کوئی عام حکم ثابت نہیں ہوتا، بہت سے علماء نے اس کا یہی مفہوم مراد لیا ہے[2] جیسے ابن الھمام وغیرہ ، ان کے دوسرے دلائل بھی ہیں لیکن ان کی سندیں صحیح نہیں ہیں ۔ ان میں سے ایک حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبر کی زیارت کرنے والا جب سلام کرتا ہے تو مردے ان کے سلام کو سنتے ہیں اور دوسرے دلائل کا کوئی ثبوت نہیں ہے ، اور بعض کا تعلق شہداء اُحد سے ہے اور یہ سب ضعیف ہیں[3] اور بعض ضعیف تر ہیں ان کی سب سے عجیب دلیل علامہ ابن القیم کی یہ رائے ہے ، جیسے انھوں نے کتاب الروح ص ۵ میں پہلے مسئلہ کے تحت لکھا ہے ، کیا مردے زندوں کی زیارت اور سلام سے آگاہ ہوتے ہیں یا نہیں ؟ پھر انھوں نے اسکا طویل جواب دیا ہے ۔ اس سلسلے میں یہی کافی ہے کہ مردوں کو سلام کرنے

---

[1] دیکھئے ص ۷۵

[2] دیکھئے ص ۷۶

[3] دیکھئے ص ۹۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں کو زیارت کرنے والا کہا گیا ہے اگر مردے ان کی زیارت اور آمد کو محسوس کرتے تو آنے والوں کو زائر کہنا صحیح نہ ہوتا کیونکہ جسکی زیارت کی جائے اگر وہ زیارت کرنے والے کی زیارت سے آگاہ نہ ہو تو یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ فلاں نے فلاں کی زیارت کی، تمام امتوں کے نزدیک زیارت کا یہی مفہوم ہے یہی مسئلہ زندوں کے مردوں کو سلام کرنے کا بھی ہے اسلئے کہ جو شخص سلام کو محسوس نہ کرسکے اسکو سلام کرنا محال ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو سکھایا ہے کہ جب وہ قبروں کی زیارت کریں تو کہیں "السلام علیکم اھل الدیار" یہ خطاب اور پکار موجود کیلئے ہوتا ہے جو سنتا ہے، اور جسکو خطاب کیا جاتا ہے اور جو سمجھتا اور جواب دیتا ہے خواہ سلام کرنے والا جواب کو نہ سن سکے، [۱]

اس سلسلے میں میری گذارش یہ ہے کہ علامہ ابن القیمؒ کو اس قسم کے عقلی دلائل سے بے نیاز ہونا چاہئے تھا۔ یہ بات اگر کوئی مجھ سے کہتا اور میں خود اس بات کو نہ پڑھتا تو کبھی اسکی تصدیق نہ کرتا، کیونکہ ایک تو یہ بات بڑی عجیب غریب ہے، دوسرے یہ ان اصول علمیہ اور قواعد سلفیہ کے خلاف ہے جنھیں ہم نے ان سے اور ان کے شیخ ابن تیمیہ سے سیکھا ہے۔ علامہ ابن قیمؒ کی یہ بات قیاس اور رائے پرستوں کی بات سے زیادہ مشابہ ہے جو غائب کو حاضر

---

[۱] دیکھئے ص ۱۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خالق کو مخلوق پر قیاس کرتے ہیں یہ قیاس باطل اور فاسد ہے جبکہ خود علامہ نے بدعتیوں اور متکلمین کی ایسی باتوں کی کثرت سے تردید کی ہے۔

بہرحال علامہ ابن قیم کا کلام دو وجہوں سے صحیح نہیں۔

۱ : صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے ایام میں بیت اللہ کی زیارت کیا کرتے تھے اسی طرح جب مدینہ میں رہتے تھے تو قباء کی زیارت کرتے رہتے تھے اسی طرح طواف افاضہ کا نام طواف زیارت بھی ہے تو کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ بیت اللہ شریف اور قباء آپ کی زیارت یا کسی دوسرے کی زیارت کو محسوس کرتے تھے۔

۲ : صحابہ تشہد میں "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ" کہا کرتے تھے کچھ صحابہ آپ سے قریب ہوتے تھے کچھ آپ سے دور ہوتے تھے کچھ مسجد نبوی میں ہوتے تھے کچھ دوسری مسجد میں، کیا کہا جا سکتا ہے کہ انکے سلام کو سنتے تھے اور پھر وہ آپکو مخاطب کرتے تھے تو آپ انکو جانتے تھے اگر ایسا نہیں ہے تو آپ کو سلام کرنا محال ہے[1]۔ اور اگر آپ اپنی زندگی میں یہ نہیں سنتے تھے تو کیا وفات

---

[1] دیکھئے ص ۳۲۷، ۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد سنتے ہیں جبکہ آپ رفیق اعلیٰ میں ہیں۔

ان کی تردید میں صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ ان کا استدلال استنباط اور غور و فکر پر نہیں ہے اس قسم کا استدلال اسی وقت معتبر ہوتا ہے جب صحیح نص کے مخالف نہ ہو لہٰذا یہ کیسے صحیح ہو گا جبکہ صحیح نصوص کے مخالف ہے۔ مثلاً قلیب بدر کی حدیث جسمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی کی اس بات کا اقرار کیا ہے کہ مردے سنتے نہیں۔

خلاصۂ بحث یہ کہ کتاب و سنت اور ائمہ احناف کے دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مُردے سُنتے نہیں اور یہی حقیقت ہے، اس کے علاوہ اگر یہ ثابت ہے کہ بعض حالتوں میں سنتے ہیں یا سُنا ہے تو یہ اصل نہیں ہو سکتا، خاص طور سے اس وقت جبکہ یہ کسی اصل کے مخالف ہوں۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ ایسے مسائل کو اصل سے مستثنیٰ کیا جائے، اور اس قاعدہ پر محمول کیا جائے کہ اقل کو اکثر سے اور خاص کو عام سے مستثنیٰ کیا جائے گا۔ جبکہ اصول فقہ میں یہ قاعدہ مذکور ہے۔

اسی لئے علامہ آلوسی نے اس مسئلہ میں فرمایا کہ صحیح بات یہ ہے کہ مردے سنتے نہیں اور جسکے بارے میں سماع ثابت ہے صرف اسی پر اکتفاء کیا جائے گا۔[۱]

---

[۱] روح المعانی ج ۶ ص ۴۵۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی اکثر اہل علم کا مذہب ہے جیساکہ ابن رجب نے کہا ہے اس سلسلے میں سب سے بہتر بات ابن التین نے کہی ہے، وہ فرماتے ہیں: بلاشبہ مردے سنتے نہیں۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کسی ایسی چیز کو جو سننے کی صلاحیت نہیں رکھتی سنانا چاہے تو محال نہیں جیسے کہ انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوات والارض والجبال۔ یعنی ہم نے آسمان وزمین اور پہاڑوں پر امانت پیش کی تو انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ اسی طرح فقال لھا وللارض ائتیا طوعًا او کرھًا: یعنی آسمان وزمین سے کہا کہ تم دونوں رضامندی کے ساتھ یا بادل نخواستہ چلے آؤ۔ تو ان دونوں نے کہا ہم فرمانبردار ہوکر آتے ہیں۔

جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ مردے سنتے نہیں تو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارنے کی ہرگز گنجائش باقی نہیں رہ گئی۔ اگرچہ اس مطالبے کا تعلق اس سے ہو جسے وہ اپنی زندگی میں پوری کرسکتے تھے، اس لئے کہ وہ پکار سنتے نہیں اور جو سنتے نہیں ان سے کسی چیز کا مطالبہ کرنا بے عقلی اور بے دینی ہے، ومن اضل ممن یدعو من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون۔ واذا حشر الناس کانوا لھم اعداء وکانوا بعبادتھم کافرین[1]

یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جو قیامت تک نہیں سن سکتے ان سے بڑا گمراہ کون ہوگا، جن کو پکارتے ہیں وہ ان کی پکاروں سے غافل

---

[1] سورۃ الاحقاف آیت ۵، ۶ ..

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تے ہیں اور قیامت کے دن ان کے مخالف ہوں گے اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ مردوں کو پکارنے والوں اور ان سے مدد مانگنے والوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اچھے عاقبت کی امید رکھتے ہیں اور حق کو جاننے اور اسکی اتباع کرنے کی حرص رکھتے ہیں۔

اسلئے میں نے وقت نکال کر اس مفید رسالہ کی تحقیق کی ہے، اسکے اندر مذکورہ احادیث کی تخریج اور نوٹ چڑھائے ہیں اور ایک مقدمہ لکھا ہے، مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس سے مخلص مسلمانوں کو فائدہ پہونچائے گا اور ہمیں اور ان کو اس آیت کا مصداق بنائے گا۔

الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ

دمشق جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

★ محمد ناصر الدین الالبانی ★

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمۂ مؤلف

الحمد للہ محی الاموات و معید الرفات و مجازیھم علی المعاصی و مثیبھم علی الطاعات و السامع من الداعین خفی الاصوات الذی لا یخفی علیہ شئی فی الارضین و السموات والصلاۃ والسلام علی من کان تکلیم الجادلہ إحدی المعجزات وعلی آلہ وصحبہ اصحاب الکرامات الباھرات

اما بعد! رمضان ۱۴۰۳ھ میں اپنے ایک درس کے دوران علماء احناف کے ان اقوال کا بیان آیا جن کا ذکر انھوں نے اپنی کتب فقہ اور احکام شرعیہ میں مُردوں کے نہ سننے کے بارے میں کیا ہے، اور یہ کہ اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ زید سے بات نہیں کرے گا اور پھر زید کے مرجانے کے بعد بات کرے تو وہ حانث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوگا۔ اور اس پر علماء کا فتویٰ ہے۔ چنانچہ پھر مدعیانِ علم نے یہ بات بلا سوچے سمجھے اڑادی کہ علماءِ احناف کی طرف اس قول کی نسبت کرنا غلط ہے اور یہ قول باطل اور شریعت کے خلاف ہے، اور نہ کسی کا یہ اعتقاد تھا، ائمہ اربعہ کے کسی شاگرد کا بھی نہیں۔ جاہل اور سادہ لوح عوام نے اس قول کی اتباع کی اور مدینۃ السلام میں پروپیگنڈہ پھیلانے والوں نے بھی۔

اس لیے میں نے یہ پسند کیا کہ دین کی خیر خواہی، قرآن کے معانی کی توضیح اور برادرانِ اسلام کی تعلیم کی خاطر اس رسالہ کے اندر علماءِ احناف اور دوسرے ائمہ و فقہاء کے اقوال جمع کروں اور جو کچھ انھوں نے لکھا ہے واضح عبارت میں قلم بند کردوں۔ تاکہ عوام الناس کے سامنے ان کی جہالت واضح ہوجائے اور مخالفین کے سامنے صحیح بات آجائے۔

یہ رسالہ تین فصل اور ایک خاتمہ پر مرتب ہے، اس کا نام "الآیات البینات" ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں راہِ راست پر چلنے کی توفیق عطا کرے اور حق کو سننے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی اتباع کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل اوّل

ائمہ احناف کے اقوال

علامہ حصکفی حنفی[1] نے اپنی مشہور کتاب "الدر المختار شرح تنویر الابصار" کے باب الیمین فی الضرب والقتل "میں ذکر کیا ہے کہ[2] مردہ کسی چیز کے اندر کسی زندہ شخص کا شریک ہو تو اس کے اندر) زندگی اور موت دونوں حالتوں میں قسم واقع ہو جاتی ہے۔ اور جو چیز زندگی کے ساتھ خاص ہو، اسے زندگی کے ساتھ مقید کیا جائے گا۔) حالت زندگی سے مراد وہ مرحلہ ہے جس میں کسی کام سے لذت، الم، غم اور مسرت کا احساس ہو۔ جیسے گالی دینا اور بوسہ لینا۔ علامہ حصکفی نے مزید تصریح کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

---

(۱) حصکفی حصن کیفا کی طرف منسوب ہے۔ یہ دجلہ کے قریب ایک شہر ہے ان کا نام محمد بن علی بن محمد ہے۔ علاء الدین حصکفی کے نام سے مشہور ہیں۔ دمشق میں حنفی مسلک کے مفتی بھی رہ چکے ہیں۔ ان کی ولادت سنہ ۱۰۲۵ھ میں ہوئی اور وفات سنہ ۱۰۸۸ھ

(۲) دیکھیے رد المحتار علی الدر المختار جلد ۳ ص ۱۷۹ - ۱۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی کہے کہ میں تمھیں ماروں یا کپڑے پہناؤں یا بات کروں یا تمھارے پاس آؤں یا تمھیں بوسہ لوں تو ان ساری باتوں کو زندگی کے ساتھ مقید کیا جائے گا۔ اگر وہ شخص ان باتوں سے طلاق یا کسی کی آزادی کو منسلک کر دے اور ساری چیزیں کسی مردہ کے ساتھ کی جائیں تو حانث نہیں ہوگا۔ (بر خلاف غسل دینے، اٹھانے، چھونے اور کپڑے پہنانے کے) کیوں کہ اگر کوئی شخص یہ قسم کھائے کہ فلاں کو غسل نہیں دے گا یا اس کو نہیں اٹھائے گا تو اسے زندگی کے ساتھ مقید نہیں کیا جائے گا۔

اور اس کتاب کے محشی علامہ طحطاوی[1] لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر میں نے تم سے بات کی تو ایسا ہو جائے گا تو اس بات کو زندگی کے ساتھ مقید کیا جائے گا کیونکہ کلام سے مقصود افہام و تفہیم ہوتا ہے اور موت اس کے برعکس ہے۔ اس لیے کہ مردہ نہ تو سنتا ہے اور نہ ہی سمجھتا ہے۔

اعتراض: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیب بدر کے مردوں

---

(۱) دیکھیے درمختار کا حاشیہ جلد ۲ ص ۳۸۱ - ۳۸۲

علامہ طحطاوی کا نام احمد بن محمد بن اسماعیل ہے۔ اپنے زمانے کے فاضل حنفی فقیہ تھے اپنی اس کتاب کی وجہ سے کافی مشہور ہیں۔ ان کی نسبت طحطا یا طہطا کی طرف ہوتی ہے یہ مصر کے اندر اسیوط کے قریب ایک گاؤں ہے ۱۲۳۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کہا تھا کہ کیا تمھارے رب نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اسے برحق پایا تو حضرت عمر نے کہا تھا اے اللہ کے رسول! آپ ان جسموں سے بات کر رہے ہیں جن کے اندر روح نہیں۔ آپ نے جواب دیا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جو بات میں کہہ رہا ہوں ان سے زیادہ تم اسے نہیں سن رہے ہو۔[1]

جواب:۔ حدیث صحیح بخاری میں ہونے کے باوجود ازروئے معنی صحیح نہیں ہے۔[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی تردید میں یہ آیتیں ۔ وما انت بمسمع من فی القبور ۰ وانک لا تسمع الموتی ۔ پیش کی ہے ۔ اور جواب دہندہ کا یہ کہنا ہے کہ حدیث ازروئے معنی صحیح نہیں ۔ اس کا مفہوم قابل غور ہے

---

(۱) اس حدیث کو بخاری نے مغازی کے اندر ذکر کیا ہے، دیکھیے فتح الباری ۷/۲۴۰ و ۲۴۱۔ امام مسلم اور امام احمد نے بھی روایت کی ہے اور امام احمد کی روایت میں تھوڑی زیادتی بھی ہے۔ چنانچہ قتادہ جو اس کے راوی ہیں فرماتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سرزنش، تحقیر اور حسرت وندامت کی خاطر ان کو زندہ کر دیا تھا جس سے انھوں نے آنحضور کی باتیں سنیں۔

(۲) یہ جواب صحیح نہیں اس لیے کہ حدیث معناً اور سنداً صحیح ہے، اس کا بیان آگے آئے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے کہ حدیث ظاہری طور پر یہ دلالت کرتی ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں اور پھر معنی درست نہ ہو یہ بھی قابلِ اعتراض بات ہے ۔[1]

---

(۱) اس طرح کہ یہ بات قرین قیاس نہیں کہ کوئی مسلمان یہ کہے کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت صحیح ہے لیکن معنی درست نہیں، ہاں اس سے یہ مراد لی جاسکتی ہے کہ حدیث کی سند تو صحیح ہے لیکن معنی درست نہیں ۔ کیوں کہ اصولِ حدیث میں یہ قاعدہ ہے کہ سند کی صحت سے متن کی صحت لازم نہیں آتی ۔ یہ اس وجہ سے کہ حدیث کے اندر یا تو کوئی ایسی خفی علت ہو جس سے متن کا معنی واضح نہ ہو یا اس کی سند کے اندر کسی راوی نے شذوذ اختیار کیا ہو ۔ اسی لیے حضرت عائشہ نے اس کی تردید کی اور یہ وضاحت کی کہ اس حدیث کے راوی عبد اللہ ابن عمر کو وہم ہو گیا ہے، جیسا کہ کتاب کے ص ۷۶ پر اس کا بیان آئے گا ۔

اب حضرت عائشہ کے موقف کی صحیح تاویل کرتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ ان کے نزدیک معناً حدیث شاذ ہے اور سنداً صحیح ہے ۔ علاوہ ازیں حضرت عائشہ کی تردید اور اسے راوی کا وہم قرار دینا بھی صحیح نہیں ۔ کیوں کہ صحابہ کی ایک جماعت نے اس کو روایت کیا ہے ۔ ان تمام صحابہ کی احادیث کی تخریج حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کی ہے ۔ دیکھیے فتح الباری ۷/۲۴۴ ۔ ان صحابہ میں سے ابوطلحہ انصاری بھی (مسلسل)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا جواب ہے: ۔ رسول اللہ نے یہ بات حاضرین کے لیے بطور عبرت کہی تھی نہ کہ مُردوں کو سمجھانے کے لیے ۔ جیسا کہ حضرت علی نے کہا ۔

السلام علیکم دار قوم مومنین اما النساء کم فنکحت واما اموالکم فقسمت واما دورکم فقد سکنت فهذا خبرکم عندنا فما خبرنا عندکم ۔ یعنی السلام علیکم اے مومنوں کی بستی کے باشندو! تمھاری عورتوں کا نکاح ہو چکا تمھارے مال تقسیم ہو چکے، تمھارے گھر آباد ہو چکے، ہمارے پاس تمھاری یہ خبر ہے۔ تمھارے پاس ہماری کیا خبر ہے ۔

گزشتہ سے پیوستہ) بھی ہیں ۔ اس بنا پر یہ جواب بھی کوئی قیمت نہیں رکھتا ۔ بلکہ عبرت عائشہ کو ہی غلط قرار دینا زیادہ صحیح ہوگا ۔ کیوں کہ انھوں نے صحابہ کی ایک جماعت کی مخالفت کی ہے ۔

ہاں عائشہ اور بقیہ صحابہ کی حدیث کے درمیان یہ تطبیق دی جاسکتی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیب بدر میں مردوں کے لیے علم وسماعت دونوں ثابت کیا ہے لہذا کوئی تعارض باقی نہ رہا ۔ یہی حافظ ابن حجر کا بھی خیال ہے

(۱) اس حدیث کی سند مجھے نہیں ملی اور میرا خیال ہے یہ صحیح بھی نہیں ۔ ممکن ہے ابن ابی الدنیا کی کتاب القبور میں مذکور ہو جیسا کہ سیوطی نے اپنی کتاب الجامع الکبیر میں نقل کیا ہے ۔ کنز العمال ۸/۱۲۲ ۱۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس جواب کی تردید اس بات سے ہوتی ہے کہ کسی مردے نے حضرت علی کو بایں الفاظ جواب بھی دیا تھا، الجلود تمزقت والاحداق قد سالت ماقدمنا لقینا وما اکلنا ربحنا وخلفنا خسرنا[۱] یعنی چمڑے پھٹ گئے آنکھیں بہہ گئیں جو کیا پایا جو کھایا وہی حاصل رہا جو چھوڑا ہے خسارے میں ہے۔ یا اس قسم کی کوئی بات اس نے کہی تھی جیسا کہ جامع صغیر کی بعض شرحوں میں مذکور ہے۔

اور آنحضور سے مروی ہے کہ ,,ان المیت لیسمع خفق نعالهم اذا انصرفوا،، جب لوگ تکفین کے بعد لوٹنے لگتے ہیں تو مردہ ان کے قدموں کی چاپ سنتا ہے[۲]

تیسرا جواب: اس سلسلے میں سب سے بہتر جواب ابن نجیم[۳] نے اپنی کتاب ,,النہر الفائق،، کے اندر اس طرح ذکر کیا ہے کہ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔ اور علامہ ابن عابدین نے اس کتاب کے حاشیہ ردالمحتار علی الدر المختار میں فرمایا۔

---

(۱) یہ حضرت عمر کے اثر میں موجود ہے اور یہ روایت معضل ہے کیوں کہ اس روایت کو حضرت عمر سے محمد بن حمیر نے بیان کیا ہے اور دونوں کے درمیان عمر کا کافی فاصلہ ہے۔

(۲) اس حدیث کو بخاری و مسلم نے حضرت انس سے روایت کی ہے۔ دیکھیے سلسلہ الاحادیث الصحیحہ حدیث ۱۳۴۴

(۳) ان کا نام عمر بن ابراہیم بن محمد ہے ابن نجیم مصری کے نام سے مشہور ہیں ان کی وفات ۱۰۰۵ھ میں ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلام سے مقصود بالذات افہام وتفہیم ہوتا ہے اور موت اس کے منافی ہے
اور قلیب بدر والی حدیث سے اس قاعدہ پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔
چونکہ علماء نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ حدیث معنیً صحیح نہیں ہے [1]
کیونکہ حضرت عائشہ سے جب یہ بات سنی تو اس کی اس آیت کے تحت تردید کی
وما انت بمسمع من فی القبور انک لا تسمع الموتی ۔ انھوں
نے یہ بات بطور عبرت پیش کی اور یہ بات ان مردوں کے ساتھ خاص ہے تاکہ
ان کو اپنے اوپر مزید حسرت وندامت ہو۔ یہ بھی جواب دیا کہ یہ بطور معجزہ آپ
کی خصوصیت ہے۔ لیکن ان کے سامنے مشکل یہ آتی ہے کہ صحیح مسلم میں ہے
ان المیت لیسمع الخ ۔ اس کا جواب دیا گیا کہ یہ حدیث قبر کے اندر
ابتدائی صورتحال کے ساتھ خاص ہے [2]

---

[1] یہ جواب جیسا کہ گزر چکا ہے صحیح نہیں، بہت سے لوگوں نے اس جواب کی تردید کی ہے ابوالحسن سندی حنفی نے بھی سنن نسائی کے حاشیہ پر اس کی تردید کی ہے دیکھیے سنن نسائی ۱/۹۳)

[2] یہی بات علامہ ابن الہمام اور سندی سے بھی منقول ہے جیسا کہ آگے آئے گا اور یہی ایک جواب ایسا ہے جس سے تطبیق ممکن ہے لیکن یہ بھی قابل غور ہے کہ حقیقت یہی ہے یا کچھ اور، کیونکہ اس حدیث اور دونوں آیتوں میں تعارض نہ ہوتے ہوئے بھی یہ حدیث قبر کے ابتدائی مرحلہ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ ہیں کہ جب انسان کو دفن (مسلسل)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح حدیث اور دونوں آیتوں کے درمیان تطبیق ممکن ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں آیتوں میں کفار کو مردوں سے تشبیہ دیکر یہ بیان کیا ہے کہ وہ سن نہیں سکتے۔ اس سے لازماً یہ ثابت ہوا کہ مردے بھی نہیں سنتے۔ یہ ابن الہمام کے کلام کا خلاصہ ہے جسے انھوں نے اپنی کتاب فتح القدیر اور الجنائز میں ذکر کیا ہے۔

پہلے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث کی سند اگرچہ صحیح ہے لیکن معنیٰ اس کے اندر ایک ایسی علت ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ آنحضور سے ثابت نہیں اور وہ علت یہ ہے کہ یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے۔

صاحب ہدایہ نے باب الجنائز میں فرمایا ہے " ولقن الشہادۃ " مردے کو کلمہ شہادت کی تلقین کی جائے گی۔ میت سے مراد وہ شخص ہے جو موت کے قریب تر ہو۔

ابن الہمام فتح القدیر حاشیہ ہدایہ میں اس کی مزید تشریح کرتے ہیں۔ یہاں موت کی مثال ایسی ہے جیسے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ——
من قتل قتیلاً فلہ سلبہ میں قتیل ہے

(گزشتہ سے پیوستہ) قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے اور بقیہ لوگ واپس ہونے لگتے ہیں اور وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا رہتا ہے تو دو فرشتے آتے ہیں۔ یہ حدیث بخاری و مسلم میں مروی ہے

لہ اس حدیث کو مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا یہ کہ موت کے بعد قبر کے اندر کسی کو کلمۂ شہادت کی تلقین کی جا سکتی ہے
یں تو اس حدیث کی رو سے یہ بھی جائز ہے ۔ اہلِ سنت وجماعت کا یہی
ہے ۔ معتزلہ اس کے خلاف ہیں ۔ بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اس تلقین کا
کو حکم دیا گیا ہے نہ کسی کو اس سے روکا گیا ہے[۱] ۔ اس مردہ کا نام لے کر یہ کہا جا سکتا
کہ دنیا کے اندر کلمۂ شہادت پر جس طرح کاربند تھے اسے ذہن میں رکھو[۲] ۔

میرے نزدیک یہ بات صحیح نہیں ، اس لیے کہ تلقین سے مراد یاد دہانی ہے ۔ یہ
کوئی دنیاوی یا رسمی بات نہیں ہے کہ قائل کی بات صحیح ہو بلکہ یہ خالص تعبدی
حکم ہے ۔ یہ حکم یا تو مشروع اور جائز ہوگا ۔ اس صورت میں کم سے کم یہ حکم
مستحب ہوگا اور یا یہ کام ناجائز ہوگا ۔ اس صورت میں بہرحال اس سے روکا جائے گا
کیونکہ اس صورت میں اس پر عمل کرنا بدعت ہوگا ، اور یہ ممنوع ہے ۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ قول صحیح نہیں ، یہ حدیث ابو امامہ کی
روایت کا ایک جزء ہے ، اس کی اسناد ضعیف ہے ۔
دیکھیے سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ ، ۵۹۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب تک کوئی ایسی دلیل موجود نہ ہو جو کسی لفظ کے حقیقی معنی مراد لینے سے مانع ہو، اس وقت تک حقیقی معنی مراد لینے سے گریز نہیں کیا جا سکتا اور جب ایسی دلیل موجود نہ ہو تو لفظ کا حقیقی معنی متعین ہوگا۔

"کتاب الکافی" کے اندر مذکور ہے کہ کوئی شخص اسلام کی حالت میں فوت ہوا ہو تو موت کے بعد تلقین کی ضرورت نہیں۔ ورنہ موت کے بعد اس تلقین کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس کلام سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ لفظ سے اس کا حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ شیطان کے وسوسہ کے وقت مرنے کو کلمۂ شہادت کی تلقین کی جائے اور موت کے بعد شیطان کے وسوسہ کا خوف نہیں اس لیے موت کے بعد اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ [1]

لہذا یقین دہانی کے طور پر اس تلقین کی ضرورت محسوس کی جا سکتی ہے تاکہ سوال کے وقت مردہ ثابت قدم رہے اور فائدہ کا مطلقاً انکار کرنا صحیح نہیں یہ اور بات ہے کہ اصلی فائدہ مفقود ہے۔ [2]

---

[1] اس بات کی دلیل آنحضور کا یہ قول ہے۔ "اذا مات الانسان انقطع عملہ" یعنی جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے۔

[2] تعجب خیز بات یہ ہے کہ علماء احناف وغیرہ کی ان تحریروں کے باوجود بعض علماء کا خیال یہ ہے اور وہ جاہل عوام میں یہ افواہیں پھیلاتے ہیں کہ ملا علی قاری نے ←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے نزدیک اس مجازی معنی کو مراد لینے کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے اکثر علماء کے نزدیک مردہ سنتا نہیں، جیسا کہ "کتاب الایمان باب الیمین والضرب میں اس کی صراحت موجود ہے۔ مثلاً کوئی یہ قسم کھالے کہ فلاں سے ہمکلام نہیں ہوگا۔ اس کے مرنے کے بعد اس سے ہمکلام ہوا تو وہ حانث نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ یہ قسم اس کے سمجھنے پر موقوف ہے اور مرنے کے بعد وہ سن نہیں سکتا اس لیے وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔

اعتراض: قلیب بدر کے مردوں کے بارے میں نبی اکرم کا ارشاد ہے کہ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے . .

اس کے کئی جواب ہیں۔

جواب نمبر (۱): حضرت عائشہ نے اس کی تردید کی ہے وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " وما انت بمسمع من فی القبور " (سورہ فاطر: آیہ ۸۰) ۔ تم ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں۔ " انك لا تسمع الموتیٰ " (سورہ نمل آیہ ۸۰) ۔ تم

مشکوٰۃ کی شرح میں یہ نقل کیا ہے کہ اس قسم کی تمام قسموں کی بنیاد عرف عام ہے اس لیے ہمارے ائمہ نے مُردوں کے نہ سننے اور قسم کے نہ ٹوٹنے کا فتویٰ دیا ہے ـــــ آپ کو بخوبی علم ہے کہ کسی غیر مجتہد مقلد عالم کا قول ائمہ کے واضح اقوال کے مقابلے میں کوئی وقعت نہیں رکھتا کیونکہ ملا علی قاری ایک مقلد عالم تھے۔ ہم ائمہ وغیرہ کے صریح اقوال کو ایک مقلد کے قول کی وجہ سے کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُردوں کو نہیں سنا سکتے ۔

جواب سے ہمکلا یہ رسول اکرم ﷺ کی خصوصیت اور معجزہ ہے ، آپ نے کفار پر حسرت و افسوس کے لیئے کہا تھا ۔ [1]

---

[1] میرے نزدیک یہی جواب سب سے زیادہ صحیح ہے ، اس لیئے کہ ابو طلحہ کی حدیث میں قتادہ کا یہی قول ہے ، امام بیہقی اور سہیلی وغیرہ کا بھی یہی قول ہے ۔

ظاہری طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی ہلاکت کے بعد ان سے کلام کرنا انبیاء کرام کی قدیم سنت ہے جیسا کہ قوم صالح کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ (فاخذتهم الرجفة فاصبحوا فی دارهم جاثمین فتولى عنهم وقال یا قوم لقد ابلغتکم رسالة ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون الناصحین) (سورہ اعراف ۸) یعنی آخر کار ایک دہلا دینے والی آفت نے انھیں آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے ۔ اور صالح یہ کہتا ہوا ان کی بستیوں سے نکل گیا کہ اے میری قوم میں نے اپنے رب کا پیغام تمھیں پہنچا دیا اور میں نے تیری بہت خیر خواہی کی مگر میں کیا کروں کہ تجھے خیر خواہ پسند ہی نہیں ہیں ۔

اس آیت کی تفسیر میں ابن کثیر اپنی تفسیر ۲/۲۴۳ میں فرماتے ہیں یہ صالح کی طرف سے ان کی قوم کو تنبیہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مخالفت ، سرکشی ، حق کا انکار اور ہدایت سے روگردانی کی وجہ سے انھیں ہلاک کیا تو صالح نے بطور سرزنش ان سے یہ بات کہی اور وہ اسے سن رہے ہوتے ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم سے ثابت ہے پھر ابن کثیر نے قلیب بدر والی حدیث ذکر کی ۔ لیکن آیت کے اندر اس کی دلیل نہیں کہ وہ سنتے تھے ، پھر ابن کثیر نے حضرت شعیب اور ان کی قوم کا واقعہ ذکر کیا ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب نمبر ۳: یہ ضرب المثل ہے جیسا کہ حضرت علی سے مروی ہے لیکن ان کے سامنے ایک مشکل یہ ہے کہ صحیح مسلم کی اس روایت کا کیا جواب ہو، جس میں یہ منقول ہے کہ مردے کی تدفین کے بعد جب لوگ لوٹتے ہیں تو ان کے قدموں کی چاپ وہ سنتا ہے اس کا جواب یہ تحریر کیا گیا ہے کہ اس حدیث کا تعلق قبر کے اس ابتدائی مرحلے سے ہے جبکہ مردہ سوال و جواب کے لیے بیٹھ گیا ہے اس طرح اس حدیث اور دونوں آیتوں میں تطبیق بھی ہو گئی کیوں کہ دونوں آیتوں کا مفہوم یہ ہے کہ مردہ سنتا نہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے کفار کو مردوں سے تشبیہ دی۔

اس کے علاوہ یہ بھی ممکن ہے کہ موت کے بعد تلقین کی جائے، اس لیے " یہ روح کی بازیابی کا وقت ہوگا۔ چنانچہ اس صورت میں "موتیٰ" کا لفظ اپنے حقیقی معنوں پر محمول ہوگا۔ یہی بعض علماء کا مسلک ہے یا اس کا یہ استعمال مجاز ہوگا اس حیثیت سے کہ یہ مردہ اس وقت زندہ ہے۔ اس لیے کہ حدیث کے اندر لفظ "میت" سے مراد وہ شخص ہے جس کے اندر روح باقی ہو، بہرحال یہ بھی دلیل کا محتاج ہے کہ جانکنی کے عالم میں تلقین کی جائے۔[1]

چنانچہ حقیقی اور مجازی دونوں معنی بیک وقت مراد نہیں لیے جا سکتے اور نہ ہی دو مجازی معنی مراد لیے جا سکتے ہیں۔ کسی بھی لفظ کا حقیقی اور مجازی معنی اس وقت تک مراد نہیں لیا جاتا جب تک کہ یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ لفظ مجازاً بھی مستعمل ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ لفظ مجاز کو بھی شامل ہے اس طرح حقیقی اور مجازی [illegible]

---

[1] میرے نزدیک دلیل موجود ہے جو چیز دلیل کی محتاج ہے وہ تدفین کے بعد تلقین ہے کیونکہ اس سلسلے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معنی میں تضاد نہیں پایا جاتا اور ایسے لفظ کو حقیقی اور مجازی معنی میں استعمال کرنے کی شرط یہ ہے کہ کبھی ان میں تضاد نہ پایا جائے۔

ابن الہمام کا قول ہے کہ ہمارے اکثر مشائخ نے میت کو مجاز پر محمول کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مردے ان کے نزدیک سنتے نہیں ہیں۔

اس کی وضاحت میں علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ علماء احناف نے کتاب الایمان میں وضاحت کی ہے کہ اگر کسی نے قسم کھالی کہ وہ فلاں سے کلام نہیں کرے گا پھر اس سے مردہ حالت میں کلام کیا تو حانث نہیں ہوگا کیونکہ قسم اس سے متعلق ہوتی ہے جو سمجھتا ہو۔ اور مردہ سنتا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وما انت بمسمع من فی القبور ، انک لا تسمع الموتی،

اس کا مطلب یہ ہوا کہ مردے سنتے نہیں ہیں کیوں کہ سننے والے کو ہی سنایا جاتا ہے [1]

علامہ عینی [2] شرح کنز الدقائق میں ماتن کا کلام

علامہ عینی "وکلمتک تقید بالحیاۃ" یعنی اگر کلام کرنے کی

---

[1] دیکھیے حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی ص ۳۲۶

[2] آپ کا نام محمود بن احمد بدرالدین مصری حنفی ہے، آپ کی مشہور تصنیف عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ہے، ولادت ۷۶۲ھ اور وفات ۸۵۵ھ میں ہوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سم کیا ہے تو اسے زندگی کے ساتھ مقید کیا جائے گا۔ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں، ضرب تکلیف دہ فعل ہے جس کا احساس مردے کو نہیں ہوتا اور کلام سے مقصود افہام و تفہیم ہوتا ہے، اس لیے اسے زندگی کے ساتھ خاص کیا جائے گا۔

یہی بات البحر الرائق شرح کنز الدقائق ۴/۳۹۰ میں بھی مذکور ہے چنانچہ اس کے مؤلف ابن نجیم فرماتے ہیں کلام سے مقصود افہام و تفہیم ہوتا ہے اور موت اس کے منافی ہے۔

علامہ ابن ملک کہ اپنی کتاب مبارق الازہار

علامہ ابن ملک شرح مشارق الانوار ۱/۱۲۳ میں اس حدیث «انه لیسمع قرع نعالهم اذا انصرفوا» کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات کی دلالت ہے کہ قبر میں مردہ زندہ ہوتا ہے، اس لیے کہ زندگی کی روح کے بغیر کسی چیز کا احساس ممکن نہیں ہے اب رہا یہ کہ یہ زندگی روح کی بازیابی کی وجہ سے ہے یا نہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے، چنانچہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ روح کی بازیابی ...

۱؎ دیکھیے شرح کنز الدقائق باب الیمین فی الضرب والقتل ...

۲؎ آپ کا نام عبداللطیف بن عبدالعزیز بن فرشتا کرمانی ہے ...

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وجہ سے اس میں زندگی ہوتی ہے۔

امام ابو حنیفہ نے اس مسئلہ میں توقف اختیار کیا ہے

لہذا تنویر الابصار، الدر المختار، طحطاوی، حاشیہ ابن عابدین، فتح القدیر ہدایہ، مراقی الفلاح اور حاشیہ مراقی الفلاح، کنز الدقائق کی شروح، امام ابو حنیفہ، صاحبین اور مشائخ حنفیہ کے مفتی بہ متون سے ثابت ہوا کہ روح کے نکل جانے کے بعد مردے سنتے نہیں۔ یہی حضرت عائشہ دوسرے اہل علم اور مکاتب فکر کا خیال ہے، نیز علمائے احناف نے کسی حنفی عالم کا اس میں اختلاف بھی نقل نہیں کیا ہے۔ اور نہ اس سلسلہ میں کسی قسم کھانے والے کو حانث قرار دیا ہے۔ جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔ آگے وہ بات ذکر کی جائے گی جو ان اقوال کی تائید کرتی ہے۔

ضمیمہ تدفین کے بعد تلقین

موت سے پہلے تلقین کے سلسلہ میں کوئی اختلاف نہیں [1] لیکن موت کے بعد تلقین کے اندر اختلاف ہے۔ حنفیہ کے اس میں تین اقوال ہیں۔

(۱) موت کے بعد تلقین کی جا سکتی ہے، اس لیے کہ روح سوال کے وقت لوٹ

---

[1] اس سلسلہ میں قولی و فعلی دونوں حدیثیں موجود ہیں۔ دیکھیے کتاب الجنائز ص ۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتی ہے ۔

(۳) موت کے بعد تلقین نہ کی جائے

(۴) تلقین کا نہ کسی کو حکم دیا جائے اور نہ کسی کو روکا جائے۔

شوافع کے نزدیک تلقین کی جا سکتی ہے۔

علامہ ابن حجر[۱] تحفہ ۳/۲۰۷ کے اندر فرماتے ہیں عاقل وبالغ مردہ یا وہ مجنون جو مکلف رہ چکا ہو اگرچہ شہید ہی کیوں نہ ہو اس کو تلقین کرنا مستحب ہے ۔ جیسا کہ علماء کا یہ کہنا کہ تدفین کے بعد تلقین کی جائے گی اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے ، کیونکہ اس سلسلہ میں حدیث موجود ہے ، اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے ، لیکن دوسرے شواہد سے اس کی تقویت ہوتی ہے ۔ [۲] مزید برآں کہ یہ حدیث فضائل میں سے ہے ، لہذا ابن عبدالسلام کا یہ کہنا

---

[۱] آپ کا نام احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی ہے ابوالہیتم محلہ کی طرف نسبت ہے ولادت ۹۰۹ھ میں اور وفات ۹۷۳ھ میں مکہ میں ہوئی ۔

[۲] ابن حجر نے جن حدیثوں کی طرف اشارہ کیا ہے وہ قابل استدلال نہیں ہیں ۔ اس لیے کہ سب موقوف ومقطوع ہیں ۔ اسی لیے ابن قیم نے زاد المعاد ۱/۲۰۶ میں کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے ۔ امام نووی وغیرہ نے بھی ضعیف کہا ہے ۔ اس کی تفصیل سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ حدیث ۵۹۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تدفین کے بعد تلقین بدعت ہے صحیح نہیں [1]

امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے

امام مالک شیخ علی مالکی کفایۃ الطالب الربانی لختم رسالۃ ابن ابی زید القیروانی میں فرماتے ہیں کہ مردے کے سر یا پاؤں وغیرہ کے پاس کھڑے ہو کر سورۂ یٰسین پڑھنا بعض علماء کے نزدیک مستحب ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روایت میں فرمایا "ما من میت یقرأ عند رأسه یٰس الا هون الله تعالیٰ علیه" یعنی کسی میت کے سر کے پاس سورہ یٰس کی تلاوت کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ آسانی کرتا ہے [2] اور جانکنی کی حالت میں مردے کے پاس تلاوت امام مالک کے نزدیک ایسا

---

[1] میرے نزدیک ابن عبدالسلام کا کہنا ہی درست ہے ، اس لیے کہ تلقین والی حدیث ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے خلاف ہے اس لیے کہ آپ سے یہ ثابت ہے کہ جب تدفین سے فارغ ہوتے تھے تو مردے کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا و استغفار کرتے تھے اور حاضرین کو بھی اس کا حکم دیتے تھے لہذا جو آپ کے طریقہ کے خلاف ہو وہ بلاشبہ بدعت ہے ۔ امام صنعانی بھی سبل السلام ۲ / ۱۶۱ میں اس کے قائل ہیں ۔

[2] اس حدیث کی اسناد میں ایک راوی وضاع (حدیث گھڑنے والا) ہے بعض تابعین سے موقوف مروی ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ ہے جس پر کسی کا عمل ثابت نہیں ہے۔ بلکہ امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے۔ اسی طرح قبر میں رکھ دینے کے بعد بھی تلقین ان کے نزدیک مکروہ ہے۔

اکثر حنابلہ کے نزدیک مستحب ہے، شیخ عبدالقادر بن عمر شیبانی حنبلی[1] اپنی کتاب "شرح دلیل الطالب" میں فرماتے ہیں "اکثر علماء حنابلہ کے نزدیک تدفین کے بعد تلقین مستحب ہے۔

"مصنف کہتے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ بقیہ حنابلہ موت کے بعد تلقین کے قائل نہیں[2]

ظاہریہ کے نزدیک تلقین نہیں ہے، ابو محمد بن حزم[3] جو ظاہری مذہب کے نامی عالم ہیں، ان کے کلام سے یہی ظاہر ہوتا ہے، جیسا کہ تیسری فصل میں آئے گا۔

---

[1] یہ دمشق کے فقہاء حنابلہ میں سے تھے ۱۱۳۵ھ میں وفات پائی۔

[2] شیخ مرداوی جو علماء حنابلہ میں سے ہیں انھوں نے اسی بات کو ترجیح دی ہے وہ اپنی کتاب "الانصاف" میں فرماتے ہیں "نفس کا رجحان اسی طرف ہے کہ تلقین موت کے بعد نہیں ہونی چاہیے، اور اسی پر عمل بھی ہے۔ الانصاف ۲/۳۹۵۔ میرے نزدیک بھی یہی بات راجح ہے۔

[3] آپ کا نام علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی قرطبی ہے آپ پائے کے محدث اور فقہ ظاہری کے امام تھے ۴۵۶ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دُوسری فصل

مُردوں کے نہ سننے کے مسئلہ میں دوسرے مسالک کے علمار کی رائیں

امام نووی[1] حدیث نبوی " ما انتم باسمع لما أقول منهم "[2] کے متعلق فرماتے ہیں۔

مازری[3] نے کہا ہے۔ اس حدیث کے ظاہر کو دیکھتے ہوئے بعض علمار کا خیال ہے مردہ سنتا ہے۔ پھر مازری نے اس خیال کی تردید کی ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ آنحضور

---

[1] آپکا نام یحییٰ بن شرف بن مری ہے، بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے ۶۷۶ھ میں وفات ہوئی۔

[2] دیکھیے شرح نووی باب عرض مقعد المیت من الجنۃ (۱۷/۲۰۶)

[3] آپکا نام محمد بن علی بن عمر کنیت ابو عبداللہ ہے ۵۳۶ھ میں وفات ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث قلیب بدر والوں کے ساتھ خاص ہے۔ امام مازری کا شمار جلیل القدر مالکی علماء میں ہوتا ہے، تیسری فصل میں دوسرے مالکی علماء باجی قاضی عیاض کے اقوال بیان کیے جائیں گے۔

شیخ محمد سفارینی حنبلی[1] اپنی کتاب "البحور الزاخرہ فی احوال الآخرہ" میں فرماتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے جب یہ بات سنی تو اس کا انکار کیا اور کہا کہ حضور کا یہ مقصد نہیں تھا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ اس وقت سن رہے ہیں۔ بلکہ آپ کا مطلب یہ تھا کہ یہ لوگ اب جان جائیں گے کہ جو کچھ میں کہہ رہا تھا وہ حق تھا۔ اس کے استدلال میں حضرت عائشہ نے یہ آیت تلاوت کی "انک لا تسمع الموتی"، "وما انت بمسمع من فی القبور"[2]

حافظ ابن رجب[3] فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ کے اس خیال کو مردے نہیں سنتے ہیں دوسرے علماء نے بھی تائید کی ہے۔

---

[1] سفارین کی طرف نسبت ہے یہ نابلس کے اندر ایک گاؤں ہے۔ آپ کا نام محمد بن احمد ابو العون کنیت ہے۔ ۱۱۸۸ھ میں وفات ہوئی۔

[2] دیکھیے بخاری ۷/۲۴۲، مسلم ۳/۴۴، نسائی ۱/۲۹۳، مسند احمد ۲/۳۱-۳۸، ۶/۷۶)

[3]: ان کی کتاب کا نام احوال القبور ہے، یہ مخطوطہ ہے ابھی طبع نہیں ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاضی ابویعلی حنبلی[۱] نے اپنی کتاب الجامع الکبیر میں اسی کو ترجیح دی ہے، ان کی دلیل بھی وہی ہے جو حضرت عائشہ کی دلیل ہے، ان علماء نے مزید یہ کہا ہے کہ آنحضور کی یہ بات اگر ان مردوں نے سنی بھی تو اس کو آنحضور کا معجزہ کہا جائے گا۔ بخاری شریف میں قتادہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضور کی بات سننے کے لیے انھیں زندہ کر دیا تھا تاکہ ان کی مزید سرزنش، رسوائی اور ندامت ہو۔ اور بعض اہل علم کا خیال یہ ہے کہ مردے زندوں کی باتیں مطلقاً سنتے ہیں۔

ان اقوال سے یہ بات واضح ہو گئی کہ علماء کے ایک گروہ نے عدم سماع سے متعلق حضرت عائشہ کی موافقت کی ہے۔ جن میں سرفہرست قاضی ابویعلی ہیں جو حنبلی مذہب کے ایک بڑے عالم ہیں اور یہی ہمارے ائمہ احناف کا بھی مذہب ہے روح المعانی[۲] کے اندر ذکر ہے کہ جن لوگوں کا خیال ہے کہ مردے سنتے ہیں وہ دلیل میں بیہقی[۳] اور حاکم کی ایک روایت پیش کرتے ہیں،

---

[۱] آپ کا نام محمد بن حسین بن محمد بغدادی ہے، کنیت ابویعلی ہے۔ ۴۵۸ھ میں وفات ہوئی

[۲] یہ مصنف کے والد ماجد کی علم تفسیر میں مشہور کتاب ہے، دیکھیے ۲۱؍۵۴-۵۶

[۳] بیہقی نے یہ روایت اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں ذکر کی ہے، یہ کتاب مخطوطہ ہے اس لیے مراجعہ کے لیے حافظ سیوطی کی کتاب الدر المنثور ۵؍۱۹۱ دیکھیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس کے راوی حضرت ابو ہریرہ ہیں۔ ان کا بیان ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ احد سے لوٹنے لگے تو مصعب بن عمیر اور ان کے ساتھ جو لوگ شہید ہوئے تھے ان کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اشهد انكم احياء عند الله تعالى فزوروهم وسلموا عليهم فوالذي نفسي بيده لا يسلم احد عليهم الا ردوا عليه الى يوم القيامة۔

یعنی میں گواہ ہوں کہ تم اللہ کے پاس زندہ ہو، ان کی زیارت کرتے رہنا اور ان کو سلام کرتے رہنا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو بھی ان کو سلام کرے گا یہ قیامت تک اس کا جواب دیتے رہیں گے۔

اور جو لوگ مردوں کے نہ سننے کے قائل ہیں، انھوں نے یہ کہا کہ حاکم کا اس حدیث کا صحیح کہنا قابل اعتبار نہیں ہے [1]

---

[1] امام ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں۔ حافظ ابن رجب نے اس کی اسناد کے اندر اضطراب اور ارسال بتایا ہے۔ دیکھیے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ حدیث نمبر ۵۲۲۰۔ اسی طرح ابو رزین کی وہ حدیث بھی ہے جس میں مروی ہے کہ ان اهل القبور يسمعون السلام عليهم ولكن لا يستطيعون ان يجيبوا یعنی قبروں والے سلام سنتے ہیں لیکن جواب نہیں دے سکتے یہ حدیث منکر ہے

02986

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر حدیث کو صحیح مان بھی لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ شہید کے علاوہ مُردے زندہ نہیں رہتے ہیں، نہ ہی سنتے ہیں، صرف شہداء سنتے ہیں، ان کو بقیہ مردوں پر یہ امتیاز حاصل ہے، اس لیے کہ آنحضرت نے ان کو عنداللہ زندہ کہا ہے۔

موتی کے قائلین نے ایک دوسری حدیث سے استدلال کیا ہے۔ ما من احد یمر بقبر اخیہ المومن کان یعرفہ فی الدنیا فسلم علیہ الا عرفہ و رد علیہ" یعنی جب کوئی اپنے کسی ایسے مومن بھائی کی قبر سے گزرتا ہے جو اس کا شناسا ہوتا ہے پھر اس کو سلام کرتا ہے تو وہ مردہ اس کو پہچان جاتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے۔

ان کے مخالفین اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس حدیث کو حافظ ابن رجب نے ضعیف اور منکر بتلایا ہے [1]

---

[1] یہ بات الکفوی نے اپنی کتاب "احوال القبور" میں کہی ہے جو مخطوط ہے، ان کی یہ بات صحیح نہیں دیکھیے سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ حدیث نمبر ۴۴۹۳۔ اس سے بھی ضعیف وہ حدیث ہے جسے عبدالرزاق نے مصنف میں زید بن اسلم سے روایت کیا ہے مر ابوھریرۃ وصاحب لہ علی قبر فقال ابوھریرۃ سلم فقال الرجل اسلم علی قبر فقال ابوھریرۃ ان کان رآک فی الدنیا ←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری ؒ باب دعاء نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی کفار قریش وھلاکھم یوم بدر میں ہشام بن ابیہ کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ سے جب یہ کہا گیا۔ کہ حضرت ابن عمرؓ آنحضور سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ ۔ ان المیت یعذب فی قبرہ ببکاء اھلہ یعنی مردے کو اس کے اہل وعیال کی گریہ وزاری کی وجہ سے قبر میں عذاب ہوتا ہے تو انھوں نے کہا کہ ابن عمر کو یاد نہیں رہا۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ مردہ اپنے گناہوں کے سبب عذاب میں مبتلا ہے اور یہ لوگ اس پر اس وقت رو رہے ہیں۔ جیسا کہ قلیب بدر کے مردوں کے متعلق آپ نے کہا تھا کہ وہ اب اچھی طرح جان گئے ہوں گے کہ جو میں کہہ رہا تھا وہ حق تھا۔ آپ کا مقصد یہ نہیں تھا کہ وہ اس وقت میری بات سن رہے ہیں۔ پھر انھوں نے یہ آیتیں تلاوت کیں۔ انك لا تسمع الموتی، وما انت بمسمع من فی القبور

← یوما قط انه لیعرفک الان یعنی ابوہریرہ اور ان کے ایک ساتھی ایک قبر کے پاس سے گزرے تو ابوہریرہ نے کہا سلام کرو۔ ایک ساتھی نے کہا قبر پر سلام کروں ابوہریرہ نے عرض کیا کہ اگر ایک دن بھی اس نے تمھیں دنیا میں دیکھا تھا تو اس وقت تمھیں پہچان لے گا۔ اس حدیث کی اسناد میں ایک راوی یحییٰ بن العلاء ہیں جو وضاع تھا۔

مصنف عبدالرزاق ۳/ ۵۷۰ ؁ فتح الباری ۷/ ۲۴۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ سہیلی کا خیال ہے کہ اس حدیث کے اندر اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ آنحضورؐ کا معجزہ تھا۔ اس لیے کہ جب صحابہ نے آپ سے یہ کہا کہ آپ مردوں سے کیسے مخاطب ہو رہے ہیں تو آپ نے جواب دیا تھا کہ اس وقت میں جو کہہ رہا ہوں وہ اچھی طرح سن رہے ہیں۔ آگے سہیلی کہتے ہیں، جب یہ ممکن ہے کہ وہ اس حالت میں سمجھ رہے ہیں تو یہ بھی ممکن ہے وہ سن بھی رہے ہوں۔ یا تو کانوں سے ــ عام خیال کے مطابق ــ یا دل کی سماعت سے۔ بعض کا خیال ہے کہ سوال روح اور بدن دونوں سے ہوتا ہے۔ انھوں نے اس حدیث کو دلیل بنایا ہے۔ لیکن جن کا خیال یہ ہے کہ سوال صرف روح سے ہوتا ہے اور سماعت کان اور دل دونوں سے ہوتی ہے انھوں نے اس کی تردید کی ہے اور فرمایا اس حدیث میں ان لوگوں کیلئے کوئی دلیل نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر اس کے بعد جواب دیتے ہیں کہ جب یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ آنحضورؐ کا معجزہ تھا تو سوال کے مسئلہ میں اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں پھر مفسرین کا ہوتی اور ہمن فی القبور کے معنی میں اختلاف ہے۔ حضرت عائشہؓ نے اس کا حقیقی معنی مراد لیا اور اس آیت کو اصل اور

لہ فتح الباری ۷/ ۲۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیاد بناکر آنحضور کی اس بات کی یہ تاویل کی کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ جو میں کہ رہا ہوں اب اس کی حقیقت ان پر آشکارا ہو گئی ہو گی یہی اکثر لوگوں کا خیال ہے، اور کچھ لوگوں نے اس کا مجازی معنیٰ مراد لیا اور کہا کہ موتیٰ اور من فی القبور سے مراد کفار ہیں۔ ان کے زندہ ہونے کے باوجود ان کو مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس معنیٰ میں ان کا حال بالکل مردوں کی طرح ہے، لہٰذا آیت کے اندر اس کی کوئی دلیل نہیں جس کی نفی حضرت عائشہ نے کی لہ

حافظ ابن حجر نے فتح الباری "باب ماجاء فی عذاب القبر" میں ابن التین سے نقل کیا ہے کہ ابن عمر کی حدیث اور آیت کے اندر کوئی تعارض نہیں، یہ اس لیے کہ مردے بے شک سنتے نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اگر کسی ایسی چیز کو جو سننے کے قابل نہیں، سنانا چاہے تو یہ محال نہیں، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "انا عرضنا الامانة" دوسری جگہ ارشاد ہے۔ فقال لها وللارض ائتیا طوعا او کرها۔

لہ میں کہتا ہوں یہاں یہ دلیل کہاں ہے کہ حضرت عائشہ نے آیت کے اندر حقیقی معنیٰ مراد لیا ہے بلکہ سیاق وسباق بتلاتا ہے کہ آیت کے اندر مجازی معنیٰ مراد ہے۔ اس کے باوجود حضرت عائشہ کا قول اپنی جگہ درست ہے، اس کی مزید تفصیل مقدمہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

لہ دیکھیے فتح الباری ۳/۱۸۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں آنحضور کا کلام سنانے کے لیے زندہ کردیا تھا۔

ابن جریر[1] **اور کرامیہ**[2] کے ایک گروہ نے اس قصہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ قبر کے اندر سوال صرف بدن سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر سننے سمجھنے کا شعور اور لذت والم کا احساس پیدا کردیتا ہے۔

ابن حزم اور ابن ھبیرہ[3] کا مسلک یہ ہے کہ سوال صرف روح سے ہوتا ہے اور روح کا بدن سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا، لیکن جمہور نے اس قول کی مخالفت کی اور کہا کہ روح بدن یا کچھ حصہ میں لوٹائی جاتی ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے[4]

---

[1] آپ کا نام محمد بن جریر طبری ہے ایک مشہور مفسر ہیں ۳۱۰ھ میں وفات ہوئی

[2] یہ اہلِ بدعت کی ایک جماعت ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے جسم کی قائل ہے، ان کی نسبت محمد بن کرام کی طرف ہوتی ہے، ان کی وفات ۲۵۵ھ میں ہوئی۔

[3] یہ یحییٰ بن ہبیرہ بن محمد بن ہبیرہ ہیں، حنبلی مذہب کے ایک بڑے عالم تھے ۵۶۰ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ [4] مصنف کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے جس میں میت کی روح قبض ہونے سے لیکر قبر میں منکر نکیر کے سوال تک کی مکمل تفصیل ہے۔ دیکھیے کتاب الجنائز ص ۱۵۶-۱۵۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ابن حجر فرماتے ہیں کہ بخاری نے ابن عمر اور حضرت عائشہ کی حدیثوں میں تطبیق اس طرح دی کہ حضرت ابن عمر کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آنحضور اہل قلیب سے اس وقت مخاطب ہوئے جب ان سے سوال ہو رہا تھا اور سوال کے وقت روح جسم میں موجود ہوتی ہے۔ جیسا کہ دوسری حدیثوں سے ثابت ہے کہ کافر پر کچھ سوال کے بعد عذاب شروع ہو جاتا ہے۔

اور حضرت عائشہ کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سوال کے وقت آپ نے ان کو مخاطب نہیں کیا، لہٰذا دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں رہا۔

شیخ عبدالروف[۱] مناوی شافعی، حدیث " ان المیت اذا دفن یسمع خفق نعالھم اذا ولوا منصرفین [۲] یعنی جب میت کو دفن کر دیا جاتا ہے تو وہ لوٹنے والوں کے قدموں کی چاپ سنتا ہے " پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں، اس حدیث اور آیت " وما انت بمسمع من فی القبور

---

[۱] طحاوی نے بھی یہی تطبیق دی ہے، لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے، اس لیے کہ بعض روایتوں میں ذکر ہے کہ تین دن کے بعد آپ نے ان مردوں کو مخاطب کیا تھا۔ دیکھیے صحیح مسلم ۸/۱۶۳ اور مسند احمد ۳/۲۸۶۔ اس کا مطلب وہی ہے جو اس سے پہلے قتادہ کی روایت میں گزر چکا یعنی یہ آپ کا معجزہ تھا۔

[۲] آپ کا نام محمد عبدالروف بن تاج العارفین ہے ۱۰۳۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

[۳] ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث حضرت انس کی حدیث کی بہترین شاہد ہے ←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تعارض معلوم ہوتا ہے ، اس لیے اس تعارض کو دفع کرنے کے لیے یہ جواب دیا گیا ہے کہ حدیث میں سماع قبر کے اندر سوال وجواب کی حالت کے ساتھ خاص ہے ۔

شرف الدین حسین بن محمد[1] کی کتاب " المفاتیح فی حل المصابیح " میں حدیث نبوی " انه لیسمع قرع نعالهم " (مردہ لوٹنے والوں کے قدموں کی چاپ سنتا ہے) کا معنی یہ مذکور ہے کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو سنتے ۔ کیونکہ جسم فرشتے کے آنے اور بٹھانے سے پہلے مردہ ہوتا ہے کچھ بھی محسوس نہیں کرتا اور آپ کا یہ ارشاد کہ " فیقعدان انه " یعنی منکر نکیر میت کو بٹھاتے ہیں ، اس کا مطلب یہ ہے کہ صحیح معنوں میں فرشتے اس کو بٹھاتے ہیں جیسا کہ حدیث کا یہی ظاہری مفہوم ہے ۔

اور بٹھانے سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ آپ کا مقصود سوالات کے بارے

← علامہ ہیثمی نے مجمع الزوائد کے اندر اس کی نسبت طبرانی کی طرف کی ہے اور فرمایا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں ، مجمع الزوائد ۳/۵۴ ۔ ابوہریرہ سے بھی انہی الفاظ میں ایک حدیث مروی ہے جو اس کی مزید شاہد ہے ۔ دیکھیے مسند احمد ۲/۳۴۷ - ۴۴۵

[1] آپ کا نام حسین بن محمد بن عبد اللہ الطیبی ہے بعض کتابوں میں حسین بن عبد اللہ بن محمد ہے ۷۴۳ھ وفات پائی ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ اور روح کی بازیابی کے بعد پیش آمدہ حالات سے واقف کراتا ہے
احناف اور ان کے ہمنواؤں کے مذہب کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے
کہ میت اگر مطلقاً سنتا تو سوال کے وقت روح کے آنے اور پھر دوبارہ
لے جانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

اب مجھے تعجب ہے ان لوگوں پر جو فہم و فراست سے عاری ہیں اور
اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں، عوام میں یہ افواہیں پھیلاتے ہیں کہ مردے کے سننے
پر اجماع ہے، اور یہی امام اعظم اور ان کے متقدمین و متاخرین تمام
اصحاب کا مذہب ہے۔ ان کا خیال یہ ہے کہ امام اعظم نے فرمایا کہ " اذا صح
الحدیث فھو مذھبی "[1] (یعنی جب صحیح حدیث ثابت ہو تو وہی میرا
مذہب ہے) اور سماع کے سلسلے میں یہ صحیح حدیث موجود ہے، انھیں یہ نہیں
معلوم کہ حضرت عائشہ وغیرہ کی طرح احناف نے بھی دونوں آیتوں سے
استدلال کیا اور حدیثوں کو اچھی طرح پرکھنے کے بعد تاویل کی ہے۔
اور رشیدان وہم پرستوں کا یہ بھی خیال ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک بغیر
ولی کے نکاح باطل یا ناقص ہے۔ کیونکہ یہ حدیث صحیح ہے[2]

---

[1] یہ بات امام ابوحنیفہ اور بقیہ ائمہ سے منقول ہے، دیکھیے صفۃ الصلاۃ النبی ص ۴۲-۴۶

[2] مؤلف کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے لا نکاح الا بولی وشاھدی عدل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو یہ بھی کہنا چاہیے کہ بغیر سورہ فاتحہ کے نماز ناقص ہے۔ کیونکہ یہ حدیث بھی صحیح ہے "لا صلوٰۃ إلا بفاتحۃ الکتاب" [۱] وہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ بغیر نیت کے وضو صحیح نہیں کیوں کہ صحیح حدیث میں ہے کہ "انما الاعمال بالنیات" [۲]

اسی طرح کے بہت سے مسائل ہیں جن میں صحیح حدیثیں موجود ہیں اور امام ابو حنیفہ کا مذہب ان کے خلاف ہے۔

ان کو یہ بھی نہیں معلوم کہ امام صاحب اور ان کے متبعین کو بہت ساری صحیح حدیثیں معلوم تھیں لیکن انھوں نے یا تو ان کی تاویلیں کیں یا ان کے خلاف جو حدیثیں اور حدیثیں تھیں ان سے استدلال کیا۔ یا ان کے نزدیک یہ منسوخ یا مخصوص تھیں، اس لیے ان پر ان اسباب کی وجہ سے عمل نہیں کیا، اس کی تفصیل اصول فقہ، اصول حدیث اور فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔ جیسے امام طحاوی [۳]

---

[۱] اسے بخاری، مسلم اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے، دیکھیے ارواء الغلیل ص ۳۰۲ صحیح ابو داؤد ۷۸۲

[۲] بخاری و مسلم نے عمر بن الخطاب سے روایت کیا ہے دیکھیے ارواء الغلیل کا ابتدائی حصہ

[۳] آپ کا نام احمد بن محمد بن سلامہ اور کنیت ابو جعفر ہے، احناف کے ایک بڑے عالم تھے مولف نے ان کی جس کتاب کو مراد لیا ہے، اس کا نام شرح معانی الآثار ہے۔ ۳۲۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کتاب مختلف الآثار ، امام محمد بن الحسن[۱] کی کتاب الآثار شرح ہدایہ[۲]
اور کتاب العقود[۳] وغیرہ ۔

کسی کے اندر تھوڑا سا بھی علم ہوگا اور تھوڑی سی بھی سمجھ ہوگی تو علمائے احناف کے ان اقوال کے جان لینے کے بعد کبھی یہ نہیں کہے گا کہ امام ابوحنیفہ میت کے سننے کے قائل تھے ۔

کیا صرف اسی وجہ سے کہ امام صاحب کا قول ہے " اذا صح الحدیث فہو مذہبی " سارے مسائل کو اسی پر چسپاں کرے گا[۴] ۔ یہ محض ہٹ دھرمی ہے شاید

---

[۱] آپ امام صاحب کے مشہور شاگرد ہیں ، آپ کی کتاب کا نام کتاب الآثار ہے ۔ ۱۸۹ھ میں وفات ہوئی

[۲] اس سے مراد فتح القدیر ہے جس کے مولف ابن الہمام ہیں ۔

[۳] اس کتاب کا پورا نام عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ ہے اس کے مولف مرتضیٰ زبیدی ہیں ۱۲۰۵ھ میں ان کی وفات ہوئی ۔

[۴] یہ مصنف کا ایک ٹھوس اور منصفانہ کلام ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ مسئلہ جس میں کوئی صحیح حدیث ہو اور کسی امام کے مذہب کے خلاف ہو تو اس مسئلہ کو کسی امام کی طرف منسوب کر دیا جائے یہ جائز نہیں ۔ اس لیے کہ یہاں یہ احتمال ہوتا ہے کہ یہ صحیح حدیث بھی امام کو معلوم ہو لیکن اس کی مخالفت انھوں نے کسی دوسری حدیث کی وجہ سے کی ہو جو ان کے نزدیک اس سے بھی صحیح ہو ۔ جیسا کہ علامہ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب ←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو جھٹلانا اور سورج کی روشنی کا انکار کرنا ہے ۔ یا گھناؤنے مفادکی خاطر علوم دینیہ کے اندر خیانت کرنا ہے تاکہ اس سے مسلمانوں کے ساتھ کھیل کیا جائے

لقد أسمعت لو نادیت حیا ولکن لا حیاۃ لمن تنادی

(اگر تم کسی باحیات کو پکارو تو اسے سنا سکتے ہو، لیکن جنہیں تم پکار رہے ہو ان کے اندر جان ہی نہیں ۔)

۔ واللہ المستعان وھو حسبنا ونعم الوکیل ۔

← " رفع الملام عن الائمۃ الاعلام " کے اندر اس کو بیان کیا ۔ لیکن اگر یہ معلوم ہوجائے کہ کسی امام نے اس مسئلہ کو رائے اور اجتہاد کی وجہ سے راجح قرار دیا ہے تو اس صورت میں حدیث پر عمل کرنا اور امام کے مذہب کو ٹھکرا دینا واجب ہوگا ۔ مزید تفصیل کے لیے صیغۂ صلوٰۃ النبی دیکھیے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تیسری فصل)

عالم برزخ میں انبیاء کی زندگی
ثواب و عذاب روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے
ائمہ احناف کے نزدیک قبروں کی زیارت کا حکم

یہ بات گوش گزار کر دینا چاہتا ہوں کہ علمائے احناف کے نزدیک اگرچہ مردے زندہ لوگوں کی باتیں نہیں سنتے پھر بھی ان کے نزدیک ثواب و عذاب روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے، نیز ان کے نزدیک قبروں کی زیارت مشروع ہے۔ مندرجہ ذیل سطور میں اختصار کے ساتھ علماء کے اقوال نقل کیے جاتے ہیں۔

انبیاء کی برزخی زندگی

انبیاء کرام کی برزخی زندگی شہداء کی زندگی سے بہت اعلیٰ و افضل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہداء کی زندگی کے متعلق ارشادِ ربانی ہے ۔

"بل احیاءٌ عند ربھم[1] یُرزقون" یعنی اپنے رب کے پاس زندہ ہیں وہیں رزق حاصل کرتے ہیں ۔

انبیاء علیہم السلام کی برزخی زندگی صحیح احادیث سے ثابت ہے ۔ شیخ علی سویدی[2] اپنی کتاب "العقد الثمین فی بیان مسائل الدین" میں نقل کرتے ہیں ۔ ابویعلیٰ اور بیہقی[3] نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ آنحضور

---

[1] عند ربھم سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کو یہ رزق قبروں میں نہیں ملتی بلکہ ان کے رب کے پاس ملتی ہے ۔ مسروق کی حدیث میں اس بات کی وضاحت پائی جاتی ہے مسروق کہتے ہیں ہم نے عبداللہ بن مسعود سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے بھی آنحضور سے سوال کیا تھا ۔ آپ نے ارشاد فرمایا ۔ ارواحھم فی جوف طیر خضر لھا قنادیل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حیث شاءت ثم تاوی الی تلک القنادیل ۔" یعنی ان کی روحیں سبز پرندوں کی صورت میں ہوتی ہیں ، جن کے لیے عرش سے قندیلیں لٹکی ہوئی ہوتی ہیں ، جنت میں یہ جہاں چاہتی ہیں پھرتی ہیں ، پھر ان ہی قندیلوں میں آکر بسیرا کرتی ہیں ۔ دیکھیے سلسلة الاحادیث الصحیحہ ج۲ ۲۶۳ ۔ [2] اس کتاب کے مولف کا نام علی بن محمد سعید عباسی ، ہے عراق کے ایک محدث تھے ۱۲۳۷ھ میں وفات پائی ۔ دیکھیے الاعلام ج۵ ص۱۴۰

[3] دیکھیے سلسلة الاحادیث الصحیحہ حدیث ۶۲۱ ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "الانبیاء احیاءٌ فی قبورھم یصلون"
یعنی انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔
اسی طرح امام احمد مسلم اور نسائی[1] نے بھی حضرت انس سے روایت کیا
ہے کہ آنحضور نے ارشاد فرمایا کہ رجب میں شب معراج میں حضرت موسیٰ کے
پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

علامہ عبدالرؤف مناوی فیض القدیر[2] میں اس حدیث کی شرح کرتے
ہوئے فرماتے ہیں، اس حدیث میں نماز سے اس کا لغوی معنی مراد ہے یعنی دعا
حمد و ثنا اور ذکر میں مشغول تھے۔ اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نماز کا شرعی
معنی مراد ہے۔ یہی امام قرطبی کا قول ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ آنحضور نے حضرت موسیٰ
کو قبر میں پایا اور اسی واقعہ میں یہ بھی ہے کہ چھٹے آسمان میں ملاقات کی تو
اس کے اندر کوئی تعارض نہیں، اس لیے کہ انبیاء کرام کی بجائے قیام متعدد ہے
اس لیے کہ ان کی روحیں بدن سے جدا ہونے کے بعد رفیق اعلیٰ میں ہوتی ہیں

---

[1] اس روایت کے اندر مسلم اور نسائی کے نزدیک ان الفاظ کی زیادتی بھی ہے۔
عند الکثیب الاحمر، یعنی سرخ ٹیلے کے پاس۔ دیکھیے سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ حدیث ۲۶۲۷
[2] دیکھیے فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۵/ ۵۱۹ - ۵۲۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدن سے صرف ایک رشتہ تعلق اور لگاؤ باقی رہ جاتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضور نے قبر میں بھی دیکھا اور آسمان میں بھی ملاقات کی ۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت موسیٰ آپ کے ساتھ قبر سے آسمان پر گئے ، پھر واپس اپنی قبر میں آ گئے بلکہ آسمان ان کی روح کا ٹھکانا ہے اور قبر ان کے بدن کا ٹھکانا ، یہاں تک کہ قیامت آ جائے ۔ بالکل اسی طرح ہمارے نبی کی روح رفیق اعلیٰ میں ہے اور جسد پاک قبر مبارک میں ۔ جو آپ کو سلام کرتا ہے آپ اس کو جواب دیتے ہیں [1] اب جس کا ذہن اس کو سمجھنے سے قاصر ہو وہ آسمان اور اس کی بلندی جمادات و نباتات اور حیوانات کے اندر اس کی تاثیر پر غور کرے ۔

ان باتوں کا بنظر غائر مطالعہ کرنے کے بعد اب ان تکلفات کی ضرورت نہیں رہی جو بعید از قیاس ہیں کہ آپ نے حضرت موسیٰ کو خواب میں دیکھا تھا ۔ یا آپ نے

---

[1] خلاصہ کلام یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی زندگی بھی موت کے بعد برزخی زندگی ہے ۔ یہ اور بات ہے کہ ہمارے نبی کو بعض خصوصیت حاصل ہے جو کسی دوسرے نبی کو حاصل نہیں جیسے یہ خصوصیت کہ سلام کرنے والوں کو جواب دیتے ہیں ۔ لیکن ہوا و ہوس اور ظن و قیاس کی بزم آرائیاں جائز نہیں ۔ جیسے کہ مراقی الفلاح کے اندر مذکور ہے (فصل زیارۃ النبی ...) محققین کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ آنحضور زندہ ہیں لذتوں اور عبادتوں سے نوازے جاتے ہیں ۔ ہاں کوتاہ بینوں کی نظروں سے اوجھل ہیں ۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی تمثیل دیکھی تھی، یا یہ کہ آپ کو وحی ہوئی تھی۔ آنکھ نے نہیں دیکھا تھا۔

المواہب اللدنیہ میں مذکور ہے[۱] شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء علیہم السلام کو دیکھا تھا یا نہیں، اس میں اختلاف ہے۔ بعض لوگوں نے یہ کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے حضرت عیسیٰ کے بقیہ انبیاء کی روحوں کو دیکھا تھا۔ لہذا یہ احتمال ہے کہ آپ نے ہر ایک کو زمین پر اس کی قبر میں دیکھا، بالکل اسی حالت میں اور اسی جگہ جہاں آپ نے بیان کیا۔ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیکھنے اور سمجھنے کی قوت عطا کردی تھی۔ اس بات کا ثبوت یہ بھی ہے کہ آنحضور نے جنت دوزخ کو دیوار کے عرض میں دیکھا تھا اور دونوں کو دیکھنے کی صلاحیت آپ میں موجود تھی۔ آخر میں مواہب لدنیہ کے مصنف فرماتے ہیں کہ ۔۔۔ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو زمین کھاتی نہیں۔ برخلاف دوسرے مردوں کے۔ جیسا کہ ابوداؤد میں مروی ہے ۔۔۔ "ان الارض لا تاکل اجساد الانبیاء"[۲] یعنی زمین انبیاء کے جسموں کو کھاتی نہیں۔

اور ہمارے نبی کی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو اس کام

---

[۱] دیکھیے، جلد ۲/ ۲۴ مقصد خامس

[۲] لیکن حدیث کا لفظ اس طرح نہیں ہے، بلکہ یوں ہے "ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء" صحیح ابو داؤد للالبانی حدیث ۹۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر مامور کیا ہے کہ وہ لوگوں کے صلوٰۃ وسلام کو آپ تک پہنچائے [1] جیسا کہ مروی ہے "ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی فرددت علیہ" [2] یعنی جب کوئی سلام کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس کرتا ہے اور میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

---

[1] شاید مصنف کا اشارہ عبداللہ بن مسعود کی اس حدیث کی طرف ہے۔ ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین میں گردش کرتے ہیں تاکہ میری امت کا سلام مجھ تک پہنچائیں یہ حدیث صحیح ہے۔ صحیح ابوداؤد ۹۲۴ فضل الصلاۃ علی النبی .. لاسمٰعیل القاضی صہ ۲۱ اور المواھب اللدنیہ ۱/۴۲۱ دیکھیے۔

[2] یہ حدیث ابوداؤد میں ہے الفاظ کی تھوڑی تبدیلی کے ساتھ، اس کی سند حسن ہے۔ اس موقع پر یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ ایک حدیث مروی ہے "من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا ابلغتہ"۔ یعنی جو مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے میں اسے سنتا ہوں اور جو دور سے درود بھیجتا ہے اسے مجھ تک پہنچایا جاتا ہے تو یہ حدیث موضوع ہے۔ ابن تیمیہ نے بھی فتاوی میں ذکر کیا ہے۔ دیکھیے فتاوی ۲۷/۲۴۱ سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ حدیث نمبر ۲۰۳ اس بات کی کوئی دلیل نہیں ←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبر میں روح و بدن کو نعمت و عذاب

جمہور کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ روح اور بدن دونوں کو نعمت ملتی ہے اور عذاب ہوتا ہے۔ اور یہ ائمہ احناف اور ان کے ہمنواؤں کے اس قول کے منافی نہیں کہ مردے سنا نہیں کرتے، اس کی مثال یہ ہے، جیسے کوئی شخص خواب دیکھتا ہے تو اس کی روح اور بدن درد و الم محسوس کرتے ہیں اور جب کوئی اس کے پاس بات کرتا ہے تو وہ اس کی بات نہیں سنتا۔

ابن وھبان حنفی[1] اپنے مشہور قصیدہ میں اس کی تصویر کشی اس طرح کرتے ہیں

وحق سؤال القبر ثم عذابہ   وکل الذی عنہ النبیون اخبروا

حساب و میزان صحائف نشرت   جنان و نیران صراط و محشر

یعنی قبر کے اندر سوال اور اس کا عذاب، حساب، میزان اعمال ناموں کی تقسیم، جنت و دوزخ، پل صراط اور محشر اور وہ تمام چیزیں جن کی انبیاء نے خبر دی ہے برحق ہیں۔

← کہ آنحضور کی قبر کے پاس جو سلام کرتا ہے آپ سنتے ہیں اور ابو داؤد کی حدیث میں اس کی کوئی صراحت نہیں ہے۔

[1] آپ کا نام عبدالوہاب بن احمد بن وہبان ہے کنیت ابو محمد ہے، ان کا یہ قصیدہ ایک ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ ۷۶۸ھ میں وفات ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قصیدے کے شارح ابن الشحنہ[1] فرماتے ہیں۔

یہ دونوں شعر متعدد مسائل پر مشتمل ہیں۔

۱۔ منکر نکیر[2] کا سوال۔ یہ دو فرشتے ہیں جو قبر میں داخل ہوتے ہیں اور میت سے اس کے دین اور نبی کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ اس بات پر ایمان رکھنا واجب ہے کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیان کیا ہے اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ جیسے امام بخاری نے حضرت انس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان العبد اذا وضع فی قبره وتولی عنه اصحابه وانه ليسمع قرع نعالهم اتاه ملكان فيقعدانه، فيقولان. ما كنت تقول فی هذا الرجل محمد صلی اللہ علیہ وسلم، فاما المومن فيقول اشهد انه عبد الله ورسوله. فيقال له انظر مقعدك من النار قد ابدلك الله تعالى به مقعدا من الجنة. فيراهما جميعا واما المنافق والكافر فيقال له ما كنت تقول فی هذا الرجل؟

---

[1] آپ کا نام عبدالبر بن محمد بن محب الدین، کنیت ابوالبرکات ہے۔ ابن الشحنہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ۹۲۱ھ میں وفات ہوئی۔

[2] فرشتوں کے یہ نام احادیث میں مذکور ہیں۔ دیکھیے شعب الایمان ۱/۱۸۱۔ مجمع الزوائد ۳/۵۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يقول لا أدري كنت أقول ما يقول الناس فيقال: لا دريت ولا تليت
ويضرب بمطارق من حديد ضربة فيصيح صيحة يسمعها
من يليه غير الثقلين۔

(یعنی جب مردے کو قبر میں سلا کر لوگ واپس لوٹتے ہیں وہ ان کے قدموں کی
آپ سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھلاتے ہیں،
اور اس سے کہتے ہیں کہ اس شخص یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تمہارا
کیا خیال تھا۔ تو مسلمان کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور
رسول ہیں، چنانچہ اس سے کہا جائے گا کہ دیکھو جہنم کے اندر تمہاری یہ جگہ تھی۔ اللہ
تعالیٰ نے اس کے بدلے میں جنت میں ایک جگہ بنا دی ہے، چنانچہ وہ دونوں جگہوں
کو آنکھوں سے دیکھ لے گا۔ لیکن منافق اور کافر سے جب یہی سوال کیا جاتا ہے تو
کہتا ہے ,لا ادری" جو کچھ لوگ کہا کرتے تھے وہی میں بھی کہتا تھا۔ چنانچہ
اس سے کہا جائے گا نہ تم نے سمجھا نہ پڑھا۔ پھر لوہے کے ہتھوڑوں سے ایسی
مار ماری جائے گی کہ اس کی دلدوز چیخوں کو سوائے جن و انس کے تمام سنتے ہیں۔)

۲۔ قبر میں عذاب و نعمت جس صورت میں ہو گی اللہ تعالیٰ بہتر طور پر جانتا ہے
اس سلسلے میں جو حدیثیں مروی ہیں وہ صحیح ہیں اور اس کثرت سے مروی ہیں کہ
ان کا درجہ حد تواتر کو پہنچتا ہے

ابن دہیان صاحب قصیدہ آگے لکھتے ہیں:۔ جس کو درندے اور مچھلیاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھا جائیں تو ان کا پیٹ ہی اس کی قبر ہو گی۔

بعض علماء کے نزدیک سوال کے وقت روح بدن میں واپس نہیں جاتی اور سوال صرف روح سے ہوتا ہے۔ اسی طرح عذاب اور رحمت بھی صرف روح کو ملتی ہے۔ یہی ابن حزم ظاہری کا مذہب ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب الملل والنحل[1] میں رقم طراز ہیں۔ جس کا خلاصہ ہے۔

ہر جسم انسانی کو ایک دن مٹی کے اندر جانا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔
منها خلقناكم و فيها نعيدكم و منها نخرجكم تارة اخرى۔
(سورہ طٰہٰ آیت ۵۵) یعنی مٹی سے پیدا کیا ہے مٹی میں لوٹا دیں گے اور ہم اسی سے دوبارہ نکالیں گے۔ چنانچہ کوئی پھانسی سے مرے یا ڈوب کر مرے یا جل کر مرے یا کوئی درندہ اسے کھا جائے یا قتل کر دیا جائے اور اس کو قبر میں نہ رکھا جائے تو وہ تین حالتوں سے خالی نہیں یا تو راکھ بن جائے گا یا گوبر مینگنی بن جائے گا یا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ پھر انجام کار زمین ہی میں جلا گا۔ روح قفس عنصری سے پرواز کرنے کے بعد جس جگہ رہتی ہے لازمی طور پر وہی قیامت تک کے لیے اس کی قبر ہوتی ہے۔

رہا بعض لوگوں کا یہ خیال کہ میت قبر میں قیامت سے پہلے تک زندہ

---

[1] دیکھیے ۳/۶۷ - ۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتا ہے تو یہ غلط ہے سلہ اس لیے کہ یہ آیت اور اس قسم کی دوسری آیتیں اس کے خلاف ہیں اگر معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ تین بار ہمیں مارتا اور تین بار زندہ کرتا اور یہ بات غلط اور قرآن کریم کے خلاف ہے۔

بعض آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو بطور نمونہ دوبارہ زندہ کیا جیسے۔ الذین خرجوا من دیارہم وہم الوف حذر الموت فقال لہم اللہ موتوا ثم احیاہم۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۴۳) یعنی وہ لوگ اپنے گھروں سے ہزاروں کی تعداد میں موت سے ڈرتے ہوئے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا مر جاؤ انہیں دوبارہ زندہ کیا۔

اسی طرح او کالذی مر علی قریۃ وہی خاویۃ علی عروشہا قال انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۵۹) یعنی اس شخص کی مثال دیکھو جو ایک گاؤں سے گزرا تو اسے ویران پایا اس لیے اس کے ذہن میں آیا کہ اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ کیسے زندگی بخشے گا لہذا اللہ تعالیٰ نے سو سال تک اسے [illegible] پھر دوبارہ زندہ کیا۔ اسی طرح اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا الموت [illegible]

سلہ [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الیٰ اجل مسمیٰ ۔ (سورہ زمر : آیت ۴۲) یعنی وہ اللہ ہی ہے جو موت کے وقت روحیں قبض کرتا ہے اور جو ابھی نہیں مرا ہے اس کی روح نیند میں قبض کر لیتا ہے، پھر جس پر وہ موت کا فیصلہ نافذ کرتا ہے اسے روک لیتا ہے اور دوسروں کی روحیں ایک وقت مقرر کے لیے واپس بھیج دیتا ہے۔

لہٰذا قرآن کی عبارت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان تمام مُردوں کی روحیں ایک معینہ مدت گزارنے کے بعد ہی اپنے جسم میں واپس جائیں گی اور یہ مقررہ وقت قیامت کا دن ہے۔

اسی طرح آنحضور سے بھی ثابت ہے۔ آپ نے شب معراج میں دیکھا کہ آسمان پر کچھ روحیں حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں جانب دیکھی تھیں۔ یہ نیکوکاروں کی روحیں تھیں۔ اور کچھ ان کے بائیں جانب، یہ بدکاروں کی روحیں تھیں۔ اسی طرح غزوۂ بدر کے دن جب آپ مردوں سے مخاطب ہوئے اور صحابہ کو یہ بتلایا کہ انھوں نے اللہ کا وعدہ برحق پایا تو صحابہ کو اس میں تردد ہوا کہ مردہ لاشیں کیسے سن سکتی ہیں۔ آپ نے ان کے مردہ لاش ہونے کا انکار نہیں کیا بلکہ بتلایا کہ وہ سن رہے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اس سے مراد روحوں کی سماعت ہے، جسم کو اس کا کوئی احساس نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : وما انت بمسمع من فی القبور ۔ یعنی قبروں میں آپ مردہ لوگوں کو سنا نہیں سکتے ۔ اس آیت کے اندر اللہ تعالیٰ نے قبروں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندر مردوں کی سماعت کی نفی کی ہے۔ کیوں کہ وہ صرف جسم ہیں اور اس میں کوئی تردد کی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس سماعت کی نفی کی ہے وہ اور ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سماعت کو بتایا ہے وہ اور ہے۔ یہی حق ہے، اس کے خلاف جو قول ہوگا وہ خلاف کتاب و سنت ہوگا۔ اور محض ہٹ دھرمی ہوگی۔

کسی حدیث میں یہ مروی نہیں کہ مردوں کی روحیں سوال کے وقت جسموں میں موجود ہوتی ہیں۔ اگر یہ ثابت ہوتا تو بلا جھجک اسے تسلیم کر لیتے۔ ہاں منہال بن عمرو کی روایت میں یہ اضافہ پایا جاتا ہے کہ قبروں میں روحیں جسم کو لوٹ جاتی ہیں لیکن یہ اضافہ[1] صرف منہال بن عمرو کی روایت میں ہے اور شعبہ وغیرہ نے انھیں متروک

---

[1] حنفی کا یہ قول ان سے ثابت نہیں، دیکھیے تہذیب التہذیب ۱۰/۳۱۹ - اور یہ دعویٰ کہ وہ قابل قبول نہیں، یہ بھی صحیح نہیں، بلکہ حدیث صحیح ہے اور متعدد طریقوں سے مروی ہے۔ قرطبی نے اپنی کتاب التذکرہ باحوال القبور والآخرہ" میں نقل کیا ہے (مخطوط)

ابن القیم نے روح کے اندر ص ۴۶ اور سیوطی نے شرح الصدور کے اندر ص ۲۲

دوسرے ائمہ نے بھی اس کی تصحیح کی ہے، دیکھیے الجنائز ص ۵۹

اس کو ابن قیم نے بھی مختلف طریقوں سے نقل کیا ہے۔ دیکھیے الروح ص ۴۶، اور بیہقی

www.KitaboSunnat.com

نے شعب الایمان کے اندر (۱/۲۰۱) -

اور منہال کے بارے میں یہ بتایا کہ وہ قوی نہیں ہے۔ اس کی تردید ابن القیم اور ←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا ہے اور مغیرہ بن قاسم حنفی نے کہا کہ اسلام کے اندر ان کی شہادت معمولی چیز پر بھی قبول نہیں ہے اور تمام صحیح احادیث اس کے خلاف ہیں۔ جو میں نے کہا ہے وہی صحیح ہے اور صحابہ کرام سے یہی ثابت ہے، کسی سے اس کے خلاف مروی نہیں۔

صفیہ بنت شیبہ سے یہ مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ عبداللہ بن زبیر کی پھانسی سے پہلے مسجد میں داخل ہوئے تو وہ زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ وہیں ان کی ماں اسماء بنت ابوبکر موجود تھیں۔ کسی نے حضرت ابن عمر کی توجہ ان کی طرف مبذول کرائی تو انھوں نے ان کی تعزیت کی، اور کہا یہ لاش ہیں، ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاس روحیں ہوا کرتی ہیں۔ چنانچہ حضرت اسماء نے کہا کہ صبر سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کا سر تو بنی اسرائیل کی ایک رنڈی کو ہدیہ کر دیا گیا تھا۔

ابن قطان وغیرہ نے کی ہے۔ دیکھیے التہذیب التہذیب ۱۰/۳۱۹۔ اس سلسلے میں اتنا ہی کافی ہے کہ منہال بخاری کے راویوں میں سے ہیں۔ ص ۴۹، ۵۰

لہ حافظ ابن کثیر نے ذکر کیا ہے کہ یہ قصہ صحیح نہیں ہے۔ البدایہ والنہایہ ۸/۳۴۸ لہذا ابن حزم کا اس کو صحیح قرار دینا غلط ہے۔

لہ یہاں زکریا [illegible] ذکر صحیح نہیں۔ [illegible] کا سر [illegible] کو [illegible] گیا تھا [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود سے نقل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین ۔ یعنی رب العالمین تو نے ہمیں دوبار موت عطا کی اور دوبار زندگی بخشی ۔ اس کا معنی وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ سورہ بقرہ میں ارشاد فرمایا کہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون ۔ یعنی تم مردہ تھے ، تمھیں زندہ کیا ، پھر تمھیں مارے گا پھر تمھیں دوبارہ زندہ کرے گا ، تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤگے ۔ لہ

← درخت کے اندر کاٹ دیا گیا تھا ، لہذا ممکن ہے کہ یہاں یحییٰ کا لفظ حذف ہو گیا ہے اصل میں یحییٰ بن زکریا ہی ہے ۔ اسی طرح البدایہ والنہایۃ میں یہی مذکور ہے ۔ دیکھیے ۲ / ۵۲

لہ عبداللہ بن مسعود کے اس قول کو ابن جریر نے اپنی تفسیر ۲۴ / ۳۱ اور حاکم نے مستدرک ۲ / ۴۳۷ میں نقل کیا ہے ۔ حافظ سیوطی نے بھی اپنی کتاب الدر المنثور ۵ / ۳۴۶ میں نقل کیا ہے ، اس کے اندر یہ اضافہ بھی پایا جاتا ہے ۔ کانوا امواتا فی اصلاب آباءھم ثم اخرجھم فاحیاھم ثم یمیتھم ثم یحییھم بعد الموت یعنی وہ اپنے آباء کی پشت میں مردہ تھے ۔ پھر انھیں نکال کر زندہ کیا ، پھر انھیں موت دے گا پھر موت کے بعد زندہ کرے گا ۔ ابن کثیر نے اس قول کو نقل کرنے کے بعد کہا کہ یہی ابن عباس ضحاک قتادہ اور ابو مالک کا قول ہے اور یہی درست بھی ہے اس کے اندر کوئی شک نہیں کہ شرح طحاویہ کے اندر بھی اسی کو ترجیح دی گئی ہے ۔ شرح طحاویہ ص ۴۴۴ ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ عبداللہ بن مسعود، ابن عمر اور اسماء بنت ابوبکر ہیں، ان کا صحابہ میں سے کوئی مخالف نہیں۔ حضرت اسماء اور ابن عمر کا یقین ہے کہ روحیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہوتی ہیں اور لاشوں کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ اور عبداللہ بن مسعود کا خیال ہے کہ زندگی اور موت دو مرتبہ عطا کی جاتی ہے۔ یہی ہمارا مسلک ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں مروی ہے کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شب معراج میں چھٹے یا ساتویں آسمان میں دیکھا۔ بلاشبہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے ان کی روح دیکھی ہے۔ رہا جسم تو وہ مٹی کے اندر مدفون ہے۔

اس بنیاد پر یہ کہا جائے گا کہ روح کا ٹھکانا اس کی قبر ہے لہٰذا روحوں کو ہی عذاب و ثواب ہوتا ہے، خواہ کہیں بھی ہوں۔

یہاں یہ چیز قابلِ ذکر ہے کہ امام اعظم نے اس مسئلہ کے اندر توقف اختیار کیا ہے علامہ ابن القیم نے اپنی کتاب الروح کے اندر ابن حزم کے اس خیال کی تردید کی ہے[1] وہ کہتے ہیں کہ ابن حزم کی بعض باتیں صحیح نہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ اگر کسی کا یہ خیال ہو کہ میت قبر میں زندہ ہوتی ہے تو یہ غلط ہے یہ تفصیل طلب بحث ہے۔

اگر انھوں نے قبر کے اندر کی زندگی سے مراد وہی زندگی لی ہے جو دنیا میں ہوتی ہے جس کے اندر روح بدن کے ساتھ قائم رہتی ہے۔ روح بدن کے اندر

---

[1] دیکھیے کتاب الروح ص ۴۳ شرح العقیدۃ الطحاویہ ص ۴۵۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کارفرما ہوتی ہے اور بدن روح کے ساتھ کھانے پینے اور پہننے کا محتاج ہوتا ہے تو ان کا یہ نظریہ غلط ہے، جیسا کہ خود انھوں نے کہا ہے۔ عقل و شعور اس کو جھٹلاتا ہے جس طرح نقل اس کا انکار کرتا ہے۔

اور اگر ان کی مراد اس زندگی سے علاوہ کوئی دوسری زندگی ہے اور روح کی بازیابی سے مراد وہ بازیابی ہے جو اس دنیا سے مختلف ہے یعنی قبر میں صرف سوال اور آزمائش کے لیے اس کی بازیابی ہوتی ہے تو یہ بات صحیح ہے اور اس کا انکار غلط ہے۔

ابن القیم فرماتے ہیں بدن کے ساتھ روح کے پانچ مختلف تعلقات ہوتے ہیں اور ان کا حکم بھی الگ الگ ہے۔

۱۔ ماں کے پیٹ کے اندر جنین کی حالت میں

۲۔ روئے زمین پر وجود میں آنے کے بعد

۳۔ نیند کی حالت میں، اس صورت میں ایک طرح سے تعلق ہوتا ہے۔ اور ایک طرح سے نہیں ہوتا۔

۴۔ عالم برزخ کے اندر۔ اس صورت میں اگرچہ روح بدن سے جدا ہو جاتی ہے لیکن کلی طور پر جدا نہیں ہوتی، اس طرح کہ پھر اس کا کوئی لگاؤ ہی نہ ہو۔

۵۔ قیامت کے دن۔ یہی سب سے مکمل تعلق ہے، اس میں اور دوسرے رشتوں میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس تعلق کے ساتھ بدن کو نہ موت آئے گی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ بندھا ری ہوگی اور نہ کوئی خرابی پیدا ہوگی۔

ابن حزم کے مذکورہ کلام سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ مرنے کی ہم جماعت کے مسئلہ میں حنفیہ کے موافق ہیں، اگرچہ انھوں نے دوسرے مسائل میں اختلاف کیا ہے۔

تتمہ :

علامہ ابوالحسن علی سیف الدین آمدی[1] اپنی کتاب "ابکار الافکار الفصل الثالث فی عذاب القبر وسالۃ منکر ونکیر" میں فرماتے ہیں :

ظہور اختلاف سے قبل تمام علماء سلف اور اس کے بعد بھی اکثر علماء کا اتفاق ہے کہ قبروں میں مردے زندہ کیے جاتے ہیں اور منکر نکیر ان سے سوالات کرتے ہیں۔ اور مجرموں اور کافروں پر عذاب نازل ہوتا ہے۔

ابوالہذیل[2] اور بشر بن معتمر[3] کا مذہب ہے کہ غیر مسلم سے قبر میں سوال نہیں ہوتا اور دوبارہ صور پھونکے جانے کے بعد بھی وہ عذاب میں مبتلا رہتے ہیں۔

---

[1] ان کا نام علی بن محمد بن سالم ہے۔ دمشق سے جلا وطن کر دیے گئے تھے۔ بداعتقادی کی وجہ سے۔ ۶۳۱ھ میں وفات پائی۔

[2] ان کا نام محمد بن ہذیل ہے علاف معتزلی امام تھے۔ ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔

[3] معتزلی عالم تھے، لیکن تقدیر کے مسئلہ میں ان کے خلاف تھے سنہ ۲۱۰ھ میں وفات پائی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور معتزلہ میں سے صالحی ابن جریر طبری اور کرامیہ کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ قبروں میں مردوں پر عذاب ہوتا ہے اور بعض متکلمین کا مذہب ہے کہ مردوں کے جسموں میں آلام کا ازدحام ہوتا ہے اور وہ بڑھتے ہی جاتے ہیں لیکن انھیں اس کا احساس نہیں ہوتا۔ جب وہ روز حشر اٹھائے جائیں گے تو یک بارگی ان تمام تکلیفوں کا احساس ہوگا۔

ضرار بن عمرو[1]، بشر المریسی[2] اور اکثر متاخرین معتزلہ نے ان تمام چیزوں کا انکار کیا ہے۔

اور جبائی[3] ان کے صاحبزادے، اور بلخی[4] نے فرشتوں کے نام منکر نکیر ہونے کا انکار کیا ہے، لیکن اس بات کا اعتراف کرتے ہیں[5] کہ سوالات کے لیے دو فرشتے ہوں گے۔

---

[1] سخت معتزلی تھے، ابن حزم نے ان کے متعلق فرمایا، یہ عذاب قبر کے منکر تھے۔

[2] علمائے حنفیہ میں سے ایک فقیہ تھے، امام ابو یوسف کے شاگرد بھی تھے۔ ۲۲۵ھ میں وفات پائی۔

[3] ان کا نام محمد بن عبدالوہاب اور کنیت ابو علی ہے ۳۰۳ھ میں وفات پائی۔

[4] ان کا نام عبداللہ بن احمد ہے اور کنیت ابو القاسم ہے یہ اعتزال کی دعوت دیا کرتے تھے ۳۱۹ھ میں وفات پائی۔

[5] اس کا اعتراف اس لیے کرتے ہیں کہ حدیثوں میں ان کا ذکر موجود ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے نزدیک سوال کے بعد کا ذکر تذبذب کے نتیجے میں جو کچھ اس سے سرزد ہوگا اس کا نام منکر ہے اور دونوں فرشتوں کی ایذا رسانی کا نام نکیر ہے۔

قیامت سے پہلے قبروں میں مردوں کے زندہ کیے جانے کی جو سب سے بڑی دلیل ہے وہ یہ آیت ہے۔ ربنا امتنا اثنتین و احییتنا اثنتین (مومن آیت ۱۱) یعنی اے رب تو نے ہمیں دوبار موت دی اور دو بار زندگی بخشی۔ ــــــ یہاں دو موتوں سے مراد ایک وہ موت ہے جو قبر میں جانے سے پہلے آتی ہے اور دوسری وہ موت جو منکر نکیر کے سوال کے بعد آتی ہے۔ اور زندگی سے مراد ایک وہ زندگی ہے جو دنیا میں ہوتی ہے اور ایک وہ جو سوال کیے جانے کے لیے عطا کی جاتی ہے۔ جیسا کہ مفسرین کا خیال ہے۔ [1]

اعتراض :۔ دو موت اور دو زندگی کی جو تفسیر آپ نے بیان کی وہ ہمیں تسلیم نہیں اور مفسرین سے جو تفسیر نقل کی ہے وہ دوسرے مفسرین کی تفسیروں کے خلاف ہے۔ اس آیت کی جو تفسیر آپ نے کی ہے اور جو مفسرین سے ذکر کیا ہے اسے ہم تسلیم نہیں کرتے۔ پہلی موت سے مراد نطفہ میں روح پھونکے جانے سے ماقبل کی حالت ہے اور دوسری موت سے مراد قبر میں جانے سے پہلے کے لمحات ہیں

---

[1] تفسیر کی کتابوں میں آیت کا ایسا کوئی معنی مذکور نہیں۔ بلکہ عبداللہ بن مسعود وغیرہ سے اس کے برعکس مروی ہے۔ لہذا آمدی کی ترجیح کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ یہ علم اصول تفسیر کے خلاف ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پہلی زندگی سے مراد قبر میں جانے سے پہلے کی زندگی ہے اور دوسری زندگی سے مراد روزِ محشر کی زندگی ہے۔ اور ان دونوں قول میں کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح حاصل نہیں، بلکہ دوسرا قول بہتر ہے۔ اگر اس دوسرے قول کو مان لیا جائے تو یہ اس آیت کے مفہوم کے مطابق ہے، "واحییتنا اثنتین" اس طرح کہ آیت اپنے مفہوم سمیت یہ دلالت کرتی ہے کہ کوئی تیسری زندگی نہیں اور جو تم لوگوں نے ذکر کیا ہے اس سے تین زندگی لازم آتی ہے، ایک قبر کے پہلے، دوسری سوال کے لیے۔ تیسری روزِ محشر۔ حالانکہ یہ مفہوم کے مخالف ہے [1]

آگے آمدی ذکر کرتے ہیں کہ اس قول کو دو وجہوں سے ہم نے ترجیح دی ہے

۱۔ اول یہ کہ آپ کی جو تفسیر مفسرین کے درمیان شائع وذائع ہے وہ لائق التفات نہیں ہے۔

۲۔ دوم یہ کہ موت کو نطفہ کے مراحل پر محمول کرنا ظاہر کے خلاف ہے، اس لیے کہ موت کا تصور اس وقت ہو سکتا ہے جب اس سے پہلے زندگی کا وجود ہو۔

پھر آمدی نے طویل جوابات لکھے ہیں۔ آخر میں عذابِ قبر کے منکرین کی تائید میں بولتے ہیں :۔ ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی بات نقل کرتے ہوئے

---

[1] اسی لیے تو ابن حزم نے اس قول کی تردید کی ہے، دیکھیے ص ۴۷، ۴۸ (المحلی والنحل) لیکن اس سے عالمِ برزخ کے اندر کی زندگی کی نفی نہیں ہوتی جیسا کہ ابن القیم نے اس کی وضاحت کی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتا ہے۔ یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا۔ (سورہ یٰسین آیت ۵۲)
یعنی ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھا دیا۔ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اس سے پہلے وہ عذاب میں مبتلا نہیں تھے۔ اور ایک دلیل یہ آیت بھی ہے لا یذوقون فیھا الموت الا الموتۃ الاولی (دخان ۵۶) یہ لوگ موت سے صرف ایک بار ہمکنار ہوں گے۔ لہذا یہ آیت ان کے خلاف ہے جن کے نزدیک مردہ سوال کے لیے زندہ ہوتا ہے۔

جواب:۔ ان کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: مردوں کے لیے ثواب وعذاب کے ثبوت کے بارے میں اختلاف ہے۔ صالحی ابن جریر طبری اور بعض کرامیہ کے نزدیک ان پر ثواب وعذاب تو ہوگا لیکن زندگی عطا نہیں ہوگی اور ہمارے ہمنواؤں یعنی اشاعرہ میں بھی اختلاف ہے۔ کچھ لوگوں کے نزدیک بدن کے بعض اعضاء کو زندگی عطا ہوگی اور عذاب وثواب بھی ان کے ساتھ خاص رہے گا۔ قاضی ابوبکر کہتے ہیں کہ کوئی بعید نہیں کہ انھیں دوبارہ زندگی عطا ہو جائے۔ اگرچہ ہم محسوس نہیں کر سکتے۔

مصنف کہتے ہیں، ان مذکورہ باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن جریر وغیرہ بھی عدم سماع کے سلسلے میں حنفیہ کے موافق ہیں اس لیے کہ ابن جریر طبری قبر کے اندر زندگی کا انکار کرتے ہیں، اس سے سماع کا انکار بدرجہ اولیٰ ہوتا ہے جیسا کہ کسی سمجھدار غیر متعصب آدمی سے پوشیدہ نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبروں کی زیارت:

زیارتِ قبور کے مسئلے میں علماء احناف کے اقوال!

علامہ شرنبلالی [1] اپنی کتاب "مراقی الفلاح فصل فی زیارۃ القبور" میں فرماتے ہیں مرد اور عورت کیلئے قبروں کی زیارت جائز ہے بشرطیکہ ان کو روندا نہ جائے بعض لوگ عورتوں کیلئے حرام قرار دیتے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے لئے جائز ہے [2]، زیارت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ قبروں کے پاس کھڑے ہو کر

---

[1] آپ کا نام حسن بن عمار بن علی ہے حنفی عالم ہیں ۱۰۶۹ھ میں وفات ہوئی۔

[2] دیکھئے احکام الجنائز ص۱۸۰ ۰۰ (۱)

قبروں کی زیارت مرد اور عورت دونوں کے لئے جائز ہے اس سلسلے میں متعدد حدیثیں مروی ہیں، چنانچہ حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا: میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، تو اب تم اسکی زیارت کرو۔ مسلم ج۲ ص۵۲ ج۲ ص۸۲

۲: انی کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فانھا تذکرکم الآخرۃ: ابو داود ج۲ ص۷۲ ص۱۳۱ البیہقی ج۴ ص۷۷۔

۳: انی کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا ولتزدکم زیارتھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیراً فمن اراد ان یزور فلیزر ولا تقولوا ھجراً : یعنی میں نے تمکو قبروں
کی زیارت سے روکا تھا تو اب تم ان کی زیارت کرو، انکی زیارت تمہارے لئے
خیر لائیگی ۔ تو جو شخص انکی زیارت کرنا چاہتا ہے تو اسکی زیارت کرے، اور قبروں
کے پاس بدکلامی نہ کرو ۔ النسائی ج۱ ص۲۸۵ ۔ ج۲ ص۲۲۹

۴ انی کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فان تذکرکم الآخرۃ
ولتزدکم زیارتھا خیراً : میں نے تمکو قبروں کی زیارت سے روکا تھا اب تم انکی
زیارت کرو، کیونکہ یہ آخرت کو یاد دلاتی ہے اور انکی زیارت تمہارے لئے
ڈیگی [redacted] مسند احمد ج۵ ص۳۵۰ ۔ ۳۵۵ ۔ ۳۵۶ ۔ ۳۶۱ ۔

۵ حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : انی
نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فان فیھا عبرۃ : یعنی میں نے تمکو
قبروں کی زیارت سے روکا تھا تو اب تم ان کی زیارت کرو بیشک تمہارے لئے
اسمیں عبرت ہے، مسند احمد ج۳ ص۳۸ ، ۶۳ ۔ ۶۶ ۔ مستدرک حاکم ج۱
ص۳۷۴ بیہقی ج۴ ص۷۷ ۶ انی نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا
فان فیھا عبرۃ ولا تقولوا ما یسخط الرب : میں نے تمکو قبروں کی زیارت
سے روکا تھا تو اب تم اسکی زیارت کرو، اسکے اندر عبرت ہے اور کوئی
ایسی بات نہ کہو جس سے خدا کو ناراضگی ہو ۔ بزار نے روایت کیا ہے
دیکھئے مجمع الزوائد ج۳ ص۵۸ ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

• انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كنت نهيتكم عن زيارة القبور الا فزوروها فانها ترق القلب وتدمع العين وتذكر الآخرة ولا تقولوا هجرا: یعنی میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا مگر اب تم اسکی زیارت کرو، کیونکہ یہ دل میں نرمی پیدا کرتا ہے اور آنکھیں اشک بار ہوتی ہیں، اور آخرت کو یاد دلاتا ہے اور وہاں بے ہودہ باتیں نہ کرو مسند احمد ج ۳ ص ۲۳۷ ۔ ص ۲۵۰ مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۷۶ ۔

ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت کا ایک عام حکم دیا ہے جس میں مرد اور عورت دونوں برابر شریک ہیں۔ اسلئے کہ ابتداء میں جب زیارت ممنوع تھی لہذا اسوقت مرد اور عورت دونوں کے لئے ممانعت تھی لہذا جب اسکا جواز بیان کیا گیا تو دونوں کو یہ حکم شامل ہوا۔

ان احادیث کے علاوہ دوسری حدیث بھی مروی ہے جسمیں عورت کیلئے زیارت کی رخصت آئی ہے، جیسے یہ حدیث عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے: ان عائشة اقبلت ذات يوم من المقابر فقلت يا ام المومنين من اين اقبلت قالت من قبر عبد الرحمن بن ابی بكر فقلت لها اليس كان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن زيارة القبور، قالت نعم ثم امر بزيارتها

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ ایک دن قبروں کی زیارت سے واپس آئیں میں نے پوچھا! اے ام المومنین آپ کہاں سے آئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، فرمایا عبدالرحمان بن ابی بکر کی قبر کی زیارت کر کے آئی ہوں، میں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ نے اس سے منع نہیں کیا تھا، کہا ہاں روکا تھا پھر قبروں کی زیارت کا حکم دیا تھا،

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے قبر کی زیارت اس بنیاد پر کی تھی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اسکی اجازت دی تھی، یہاں یہ بات واضح کردوں کہ قبروں سے دو چیزیں مقصود ہیں۔

- (۱) موت اور مردوں کو یاد کرنا اور ایسی بات کو یاد کرنا کہ یہی ہمارا بھی انجام ہوگا، یا جنت میں ٹھکانا ہوگا یا جہنم میں، (۲) مردوں کو سلام کرکے اور ان کے لیے دعا واستغفار کر کے ان کو فائدہ پہونچانا، اور ان کے ساتھ احسان کرنا مقصود ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعا کی جائے جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا آپ جنت البقیع جاتے تو یہ دعا پڑھا کرتے: السلام علیکم دار قوم مومنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون اسأل اللہ لی ولکم العافیۃ[2]

سورہ یٰسٓ کی تلاوت:- زیارت کرنے والے کیلئے سورہ یٰسٓ کی تلاوت مستحب ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے[3] کتاب مراقی الفلاح کے محشی علامہ طحطاوی فرماتے ہیں[4] قبروں کی زیارت سے رضائے الٰہی، اصلاح قلب[5] اور قرآن کی تلاوت سے میت کو فائدہ پہونچانا مقصود ہونا چاہئے، قبروں کو چھونا اور ان کا بوسہ[6] دینا جائز نہیں۔

---

[1] دعا کا ثبوت مندرجہ بالا حدیث کی رو سے ملتا ہے ورنہ تبرک کی غرض سے قبروں کی زیارت جائز نہیں۔ بلکہ یہ قبر پرستی اور شرک میں داخل ہے جسمیں آج اکثر و بیشتر مسلمان گرفتار ہیں۔

[2] امام مسلم وغیرہ نے یہ حدیث ابوہریرہ سے روایت کی ہے دیکھئے احکام الجنائز ص ۱۹۰، یہ دعا امام مسلم نے روایت کی ہے، دیکھئے ج ۲ ص ۶۵ اسکے علاوہ بھی بہت سی دعائیں مختلف الفاظ میں مروی ہیں۔ ● [3]: پوری حدیث اسطرح ہے عن انس رضی اللہ عنہ انہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دخل المقابر فقرأ سورۃ یٰس خفف اللہ عنھم یومئذ وکان لہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ یہ یہود ونصاریٰ کی عادت ہے حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کسی دوسری چیز کو چھونا جائز نہیں۔

امام غزالیؒ اپنی کتاب احیاء علوم الدین میں فرماتے ہیں[ملہ]

بقیہ نعبد وما فیھا حسنات: یعنی جو قبروں کے پاس جائے اور سورہ یٰس کی تلاوت کرے تو اللہ تعالیٰ اس دن مردوں کے عذاب میں کمی پیدا کر دیتا ہے اور سورۃ کے حروف کے مقابلے میں اسے نیکیاں عطا کرتا ہے طحطاوی نے اپنے حاشیہ میں صنا۶/۱ پر اسے ذکر فرمایا ہے اور اس حدیث پر کوئی کلام نہیں کیا، یہ حدیث موضوع ہے اسے سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ میں بیان کیا گیا ہے دیکھئے حدیث ۱۲۹۱ اسی طرح حدیث علی موضوع ہے جس میں گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھنے کا ذکر آتا ہے، دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ حدیث ۱۲۹۰

ملہ دیکھئے حاشیہ مراقی الفلاح صنا ۶/۱۰۔

ملہ یعنی آخرت کو یاد کر کے دل کی اصلاح کی جائے جیسا کہ حدیث میں مروی ہے "فزوروھا فانھا ترق القلوب وتدمع العین وتذکر الآخرۃ الا تقولوا ھجرا۔ یعنی قبروں کی زیارت کرو کیونکہ یہ زیارت دلوں کو نرم اور آنکھوں کو اشکبار کرتی ہے۔ اور آخرت کی یاد دلاتی ہے، اور قبر کے پاس کوئی بے بات نہ کرو۔ دیکھئے احکام الجنائز صنا ۱۸۰،

ملہ دیکھئے احیاء علوم الدین ج ۴ صنا ۴۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ قبروں کو چھونا اور چومنا نصاریٰ کی عادت ہے، عورتوں کے زیارت کے متعلق لکھتے ہیں کہ قاضی[1] سے اسکے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ عورتوں کا زیارت کرنا جائز ہے یا نا جائز یہ کوئی مسئلہ نہیں، مسئلہ تو وہ لعنت اور برائی ہے جو زیارت کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوتی ہے، آگے علامہ غزالی لکھتے ہیں، قبروں کے پاس تلاوت ایک اختلافی مسئلہ ہے امام ابو حنیفہ[2] کے نزدیک حرام ہے کیونکہ اھل قبور صرف لاش ہیں۔

امام مالک کے نزدیک تلاوت کے سلسلے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح بات ثابت نہیں[3]۔ امام محمدؒ کے نزدیک مستحب ہے۔

صفحہ کا حاشیہ[4] اسی طرح کی عبارت حاشیہ باجوری میں بھی پائی جاتی ہے چنانچہ اسمیں ذکر ہے قبر پر بنے ہوئے تابوت اور داخل ہوتے وقت اسکے چوکھٹ کو چھونا اور بوسہ دینا حرام ہے پھر مصنف اپنے اس عقیدے کی عمارت کو منہدم کرتے ہوئے فرماتے ہیں اگر اس سے تبرک مقصود ہو تو کوئی حرج نہیں اس قسم کا تبرک ہی شرک کا پیش خیمہ ہوتا ہے لہٰذا یہ کیسے جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔

[1] یہ قاضی کون ہیں یہ معلوم نہ ہوسکا۔

[2] امام مالکؒ امام شافعی اور امام احمد اور جمہور کا بھی یہی مذہب ہے دیکھیے احکام الجنائز ص ۱۹۱

[3] یہی وجہ سب سے بہتر ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تلاوت کا مسئلہ ثابت نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کہتا ہوں کہ امام ابوحنیفہؒ کا میت کو لاش کہنا اس حدیث کی رو سے ہے جس میں آپ نے فرمایا لاینبغی لجیفة مسلم ان تبقی بین ظهرانی اهله "یعنی کسی مسلم کی لاش کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنے اہل وعیال کے درمیان رہے۔ فافهم

۱۸ انسان کے لیے یہ جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کے نام کردے[۱]

---

[۱] مطلقاً یہ کہنا کہ ثواب میت کو پہونچتا ہے یہ صحیح نہیں۔ اس کی تفصیل احکام الجنائز میں ذکر ہے دیکھیے احکام الجنائز ص ۱۶۸، ۱۷۸ (۱)

---

(۱) قرآن خوانی سے ایصال ثواب کا مسئلہ دیگر شرعی مسائل کی طرح مختلف فیہ رہا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مسئلہ پر کوئی تنصیص نہیں ہے، قیاسات ہیں جو ہر صاحب نظر کو دو جانب کھینچتے ہیں اور جواز اور عدم جواز کی طرف لے جاتے ہیں۔ اس قیاس کی بنیاد مختلف آیات اور احادیث ہیں۔ ارشاد ربانی ہے "من تزکی فانما یتزکی لنفسه"۔ جو نیکی کرے گا اس کا فائدہ خود اٹھائے گا۔ کل نفس بما کسبت رهینة۔ ہر شخص اپنے عمل کا مرہون منت ہے۔ لها ما کسبت وعلیها ما اکتسبت۔ نفس کو اس کے نیک و بد عمل کا بدلہ ملے گا۔ الا تزر وازرة وزر اخری۔ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ وان لیس للانسان الا ما سعی انسان کو اسی کا بدلہ ملے گا جو عمل وہ کرے گا۔ وان تدع مثقلة الی حملها لا یحمل منه شئی ولو کان ذا قربی اگر کسی کے اوپر دوسرے کا بوجھ لادا جائے تو وہ اس میں سے کچھ اٹھا نہیں سکتا۔ خواہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ یہ تمام آیتیں واضح دلائل ہیں کہ انسان اپنا بار خود اٹھاتا ہے، اپنے ہی اعمال کا نتیجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاتا ہے بغیر اس کا ہاتھ نہیں بٹا سکتا ہے نہ کسی دوسرے شخص کا کیا اسے فائدہ بخش ہوگا۔
یہ آیتیں بالکلیہ نفی کر دیتی ہیں کہ کسی کا عمل کسی کے لیے مفید ہو۔ ان نفی عام پر دال آیتوں کے مقابلے میں کچھ ایسی حدیثیں ہیں جو آیتوں کے عموم کی تخصیص کرتی ہیں۔ "دعوة المرء المسلم لاخيه بظهر الغيب مستجابة عند رأسه ملك موكل كلما دعا لأخيه بخير قال الملك الموكل به: آمين ولك بمثل" (مسلم)
"من مات وعليه صيام صام عنه وليه" (بخاری ومسلم)۔ عن سعد بن عبادة رضي الله عنه استفتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ان امي ماتت وعليها نذر فقال اقضه عنها (بخاری ومسلم)
ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کو دوسرے کے اعمال کا ثواب مل سکتا ہے،
اس کی توجیہ یہ کی جاتی ہے کہ قرآن کے عام حکم سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صورتوں کو مستثنیٰ قرار دیدیا ہے۔ اسی استثناء سے علماء کا ایک گروہ فائدہ اٹھاتا ہے اور عام اعمال کو ایصال ثواب کے لیے جائز ٹھہراتا ہے۔ لیکن میری رائے یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چند صورتوں کو عام حکم قرآنی سے مستثنیٰ قرار دیا ہے انھیں صورتوں پر اکتفا کیا جائے اور ان کو ایک قاعدہ بنا کر استنباطی راہ سے یہ حکم لگانا کہ تمام اعمال کا ثواب مرنے کو پہنچتا ہے چاہے جیسے بھی ہوں، قرآن خوانی ہو یا نماز روزہ ہو، زکوٰۃ ہو یا صدقہ خیرات درست نہیں ہے۔ کیوں کہ حدیث میں مذکور صورتیں تعبدی ہیں اور تعبدی امور توقیفی ہوتے ہیں۔ یہاں استنباط و رائے و قیاس کی گنجائش نہیں ہے۔ صحابہ کرام کا بھی طرز عمل یہی رہا ہے کہ ان کے نزدیک قرآن خوانی وغیرہ کے ذریعہ ایصال ثواب ثابت نہیں۔ عام محدثین کا مسلک بھی یہی ہے نیز اس سے قرآن خوانی کے ذریعہ ایصال ثواب سے متعلق بہت سے بدعتوں کا سدباب بھی ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہ وہ عمل نماز ہو یا روزہ ہو یا حج اور صدقہ ہو یا تلاوت اور دوسری دعائیں ہوں یہ ثواب میّت کو پہونچتا ہے اور اسکو نفع ہوتا ہے یہی بات امام زیلعیؒ نے باب الحج عن الغیر" میں کہی ہے[1]

زیارت اور تلاوت کے سلسلہ میں یہی بات "دُرّ المختار" وغیرہ اور دوسری مذہب حنفی کی کتابوں میں بھی موجود ہے، کلام کی طوالت کے خوف سے ہم نے ان کا ذکر چھوڑ دیا ہے، اس رسالہ سے مقصود صرف ائمہ احناف کے اس مذہب کو بیان کرنا ہے کہ مردے سُنا نہیں کرتے اور دوسرے مذاہب کے علماء کا بھی یہی خیال ہے جیسا کہ ہم نے تھوڑی وضاحت کے ساتھ ان کے اقوال کا ذکر کر دیا ہے،

اعتراض : جب احناف اور دوسرے عُلماء محققین کا یہ مذہب کہ مردے سنتے نہیں تو پھر ان کو سلام کرنے سے کیا فائدہ، ان کو مخاطب کرنا کیسے صحیح ہوگا؟

جواب : میرے سامنے جو کتابیں ہیں ان میں اس کا کوئی جواب مذکور نہیں۔ ان علماء نے ضرور کوئی جواب دیا ہوگا۔ ذہن اور دل میں یہ بات آتی ہے

---

[1] دیکھئے زیلعی کی کتاب شرح کنز الدقائق۔ ج ۱ ص ۱۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ انھوں نے یہ جواب دیا ہوگا کہ یہ تعبدی معاملہ ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ جس طرح ہم امام کے پیچھے نماز میں تشہد پڑھتے ہوئے آہستہ سلام پڑھتے ہیں اور اس سلام سے فرشتوں، امام اور دوسرے مقتدیوں کو مراد لیتے ہیں، حالانکہ آہستہ پڑھنے کی وجہ سے یہ لوگ سنتے نہیں اسی طرح یہاں بھی یہی مراد ہوتا ہے[1] اس معنی میں کہ سلام مردوں کے لئے رحمت ہے اور ہم انھیں سننے والوں کا مقام دیتے ہیں، یہ طریقہ عربوں میں مشہور ہے۔ جیسا کہ اہل علم پر یہ مخفی نہیں، عربوں کو دیکھئے جب وہ کسی دیار سے گذرتے ہیں تو اسے سلام کرتے ہیں اور دور رہتے ہوئے اس سے مخاطب ہوتے ہیں[2]۔

---

[1] نابینا والی مشہور حدیث کا مطلب بھی یہی ہے۔ اس میں اس نابینا کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ "یا محمد انی توجهت بک الی ربی"، یہ مفروضہ اس وقت قائم کیا جائے گا جب آپ ان کی نگاہوں سے دور یا غائب رہے ہوں لیکن اگر آپکی موجودگی میں اس نابینا نے کہا تو کوئی اشکال نہیں رہ جاتا۔ دیکھئے کتاب التوسل ص ۶۷-۶۸۔

[2] یہی حقیقت اس حدیث کی بھی ہے جس میں مروی ہے کہ آپنے چاند کو مخاطب کرکے یہ کہا ربنا و ربک اللہ۔ دیکھئے مشکوۃ ص ۲۴۲۸۔ اسی طرح ابن عمرؓ سے مروی ہے یا ارض ربی و ربک اللہ۔ أعوذ باللہ من شرک و شر ما فیک: یعنی میرا اور تمہارا رب اللہ ہے۔ تمہارے اور تمہارے گرد و پیش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کلمات کو قلمبند کرنے کے بعد موطا امام مالک کی

بقیہ
جو شر ہیں اس سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں - دیکھئے مشکوٰۃ ص ۲۴۳۹ - اس سے امام ابن القیم کے اس قول کی بھی تردید ہو جاتی ہے جو ان کی کتاب الروح ص۸ میں مذکور ہے کہ جو شعور اور ادراک نہیں رکھتے ان کو سلام کرنا محال ہے - سلام خطاب اور آواز اسکو دی جاتی ہے جو سنتے اور اس کا جواب دیتے ہیں - شاید انھیں تشہد یاد نہیں رہا جسمیں صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہوا کرتے تھے مدینہ میں رہ کر یا مدینہ سے دور رہ کر اگر یہ لوگ دور سے بھی مخاطب ہوتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا سلام نہ سنتے، چہ جائیکہ آج اور آج سے قبل تمام مسلمانوں کے سلام کو آپ سنیں - کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ ان کی بات سنتے ہیں، کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ پر یہ سلام بھیجنا محال ہے - اسلئے کہ آپ نہ ان کا شعور رکھتے ہیں اور نہ ان کو جانتے ہیں -

اسی طرح ابن القیم کو ابن تیمیہ کی یہ بات بھی یاد نہ رہی ابن تیمیہ اپنی کتاب "اقتضاء الصراط المستقیم ص۴۱۶ حدیث الاعمٰی میں فرماتے ہیں: یا محمد اور اس قسم کے لفظ کے ساتھ خطاب اور ندا اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مخاطب دل میں موجود ہے جسطرح ایک نمازی تشہد میں "السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہتا ہے - انسان اس قسم کے خطاب کے وقت دل میں مخاطب کو تصور کرتا ہے اگرچہ خارج میں کوئی موجود نہ ہو جو اسکی بات سنے -

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرح زرقانی[1]، نظر سے گذری ۔ علامہ زرقانی فصل جامع الوضوء میں حضرت ابوہریرہ سے مروی اس حدیث " السلام علیکم دار قوم مومنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون "، کے ضمن میں فرماتے ہیں : باجی[2] اور قاضی عیاض[3] کے نزدیک یہ احتمال ہے کہ مردوں کو زندہ کر دیا گیا تاکہ وہ آپ کی بات سن لیں جس طرح اہل قلیب کو زندہ کر دیا تھا، اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ مردوں[4] کو سلام کرنے کا یہ طریقہ آپ کی امت سیکھ لے ۔

---

[1] دیکھئے شرح زرقانی جلد ۱ صفحہ ۶۳ ۔ ان کا نام محمد بن عبد الباقی ہے ۱۱۲۲ھ میں وفات پائی ۔

[2] باجی باجہ کی طرف منسوب ہے یہ اندلس میں ایک جگہ ہے ان کا نام سلیمان بن خلف اور کنیت ابوالولید ہے ۴۷۴ھ میں وفات پائی ۔

[3] ان کا نام عیاض بن موسیٰ اور کنیت ابوالفضل ہے مغرب کے عالم ادیب تھے، ۵۴۴ھ میں مراکش کے اندر وفات پائی ۔

[4] دونوں احتمال صحیح نہیں ۔ پہلا اسلئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی قبروں کی زیارت کرتے تھے تو مردوں سے سلام سے مخاطب کرتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے " کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلما کان لیلتہا من رسول اللہ یخرج من آخر اللیل فیقول السلام علیکم دار قوم مومنین "، تو کیا جب جب آپ ان کو سلام کرتے تھے وہ مردے زندہ ہو کر آپ کو جواب دیتے تھے ؟ دوسرا احتمال اسلئے صحیح نہیں ہے کہ جب وہ مردہ ہیں تو نبی نے ان کو مخاطب کیا، ہاں یہ ممکن ہے کہ اسکے لئے امر ...

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسی پر عمل کرے، باجی کے نزدیک[۵] دوسرا احتمال زیادہ ظاہر ہے، اسکے بعد مُراقی الفلاح کے حاشیہ پر علامہ طحاوی کی یہ عبارت بھی پڑھنے میں آئی وہ "باب الصلاۃ علی الجنائز" میں فرماتے ہیں[۶] امام جب نماز جنازہ پڑھائے تو دونوں سلاموں سے میت اور اردگرد کے لوگوں کو مراد لے۔ اور ظہیریہ کے اندر لکھتے ہیں سلام کے وقت میت کی نیّت نہ کرے یہی قاضی خاں کا بھی فتویٰ ہے۔

جوہرہ کے اندر مذکور ہے کہ "البحرُ الرائق" کے اندر اس بات کو ترجیح دی گئی ہے کہ میّت کو سلام نہیں کیا جائے گا کیونکہ مردہ ہونے کی حیثیت سے وہ اس کا اہل نہیں، بعض علماء نے اسپر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ بات درست نہیں کیونکہ صحیح طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ اہل قبور کو سلام کیا کرتے تھے، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس سے مراد دعا ہے مردہ کو مخاطب کرنا نہیں یہی بات "الدر المختار" کے حاشیہ ابن عابدین میں[۷] بھی ہے۔
اور البحر الرائق کے اندر مذکور ہے[۸] کہ ظہیریہ میں اس بات کو ترجیح دی گئی ہے کہ امام نماز جنازہ کے سلام میں میت کو مراد نہ لے، بلکہ ایک سلام سے دائیں جانب کے

---

۵ دیکھئے ان کی کتاب منتقیٰ ج۱ ص۶۹۔

۶ دیکھئے ص۳۴۱۔

۷ دیکھئے الدر المختار ج۱ ص۸۱۷۔ ۸ دیکھئے البحر الرائق ج۲ ص۱۹۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو اور دوسرے سلام سے بائیں جانب کے لوگوں کو مراد لے اسلئے کہ میت کو سلام کے ساتھ خطاب نہیں کیا جاسکتا تو سلام کے وقت اسکو کیسے مراد لیا جاسکتا ہے۔ کیوں کہ اسکے اندر اسکی اھلیت ہی نہیں۔

لہٰذا ان اقوال سے یہ بات معلوم ہوئی کہ معروف ومشہور فقہاء کے نزدیک بھی میت کو سلام سے نہ مراد لیا جاسکتا ہے، اور نہ ہی اسکو مخاطب کیا جاسکتا ہے، بلکہ سلام سے مقصود دعا ہے۔ یہ اقوال بھی ہمارے مدعا کے مطابق ہیں

علماء احناف کے ان اقوال سے رسالہ "المحنۃ الوھبیہ" کی ہرزہ سرائی، دروغ گوئی، غلط فہمی، اور سماع کے منکرین پر زبان درازی بھی واضح ہوگئی، جو اس رسالہ کے اندر استعمال کی گئی ہے، رسالہ مذکورہ میں درج ہے: اس بات سے یہ لازم آتا ہے کہ منکر سماع کافر ہے۔ کیونکہ دین کے بدیہی امور کا منکر کافر ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ من الخذلان وتکفیر المسلمین والجدال الباطل فی الدین۔

★ ● ⬤ ● ★

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

موت اور قیامت کے درمیانی وقفہ میں روح کا مسکن

حافظ ابن القیم کتاب الروح[1] میں لکھتے ہیں: روح جسم سے جدا ہونے کے بعد کہاں رہتی ہے یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اس میں علماء کا کافی اختلاف ہے اور یہ مسئلہ صرف سماع پر منحصر ہے بعض لوگوں کے نزدیک مومنوں کی روحیں اللہ تعالیٰ کے پاس جنت میں سکونت پذیر ہوں گی، خواہ شہداء کی روحیں ہوں یا غیر کی۔ اور اللہ تعالیٰ انھیں درگذر فرمائے گا، بشرطیکہ کسی گناہ کبیرہ یا قرض کی وجہ سے انھیں روک نہ دیا گیا ہو، یہی حضرت ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب[2] ہے۔

اور کچھ لوگوں کا مذہب ہے کہ مومن کی روحیں جنت کے دروازے کے پاس صحن میں ہوں گی، جنت سے ان کے پاس ہوائیں رزق اور نعمت لائیں گی،

---

[1] دیکھئے الروح ص ۹۰ - ۱۱۷

[2] یہی قول صحیح ہے اسلئے کہ دوسرے اقوال کے حق میں کوئی دلیل موجود نہیں یہی ابن تیمیہ کا بھی کا قول ہے، دیکھئے فتاویٰ ج ۲۴ ص ۳۶۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک گروہ کا خیال یہ ہے کہ روحیں قبروں کے اندر ہونگی، امام مالک نے فرمایا: مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ روح آزاد ہوتی ہے جہاں چاہتی ہے آتی جاتی رہتی ہے امام احمد کے نزدیک کافروں کی روحیں جہنم اور مومنوں کی روحیں جنت میں ہوتی ہیں۔ ابو عبداللہ بن مندہ ذکر کرتے ہیں کہ صحابہ اور تابعین کے ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ مومنوں کی روحیں جابیہ[1] میں اور کافروں کی روحیں برھوت میں ہوتی ہیں حضرموت کے اندر ایک کنوال ہے۔

صفوان بن عمرو فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالیمان عامر بن عبداللہ سے سوال کیا کہ کیا مومنوں کی روحوں کا کوئی ٹھکانا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے اندر جس زمین کا ذکر کیا ہے اس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں مومنوں کی روحیں قیامت تک کیلئے سکونت پذیر ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ (سورہ انبیاء آیت ۱۰۵) اور زبور میں ہم نصیحت کے بعد لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہونگے، آگے فرماتے ہیں یہ وہ زمین ہے جو مومنوں کو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف

---

[1] یہ جولان یعنی شمالی حوران کا ایک گاؤں ہے۔ اس اثر کو ابن القیم نے الروح ص ۱۰۶ ۔ میں ذکر کیا ہے لیکن کوئی سند ثابت نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کی جاتی ہے[1] اور کعب[2] فرماتے ہیں کہ مومنوں کی روح ساتویں آسمان پر علیین میں رہتی ہیں، اور کافروں کی روحیں ساتویں زمین کے اندر ابلیس کے رخسار کے نیچے سجین میں ہوتی ہیں، اور ایک گروہ اس بات کی طرف گیا ہے کہ مومنوں کی روح بئر زمزم[3] میں رہتی ہے اور کافروں کی روح بر ہوت کنوئیں میں رہتی ہے۔

سلمان فارسی سے مروی ہے کہ مومنوں کی روح زمین کے برزخ[4] میں رہتی ہیں۔ جہاں چاہتی ہیں آتی جاتی رہتی ہیں۔ اور کافروں کی روح سجین میں رہتی ہیں۔

---

[1] حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یہ قول شاذ ہے اور آیت کی تفسیر بھی بے بنیاد ہے اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس کا جو قول ہے وہی صحیح ہے یعنی اس زمین سے مراد وہ دنیا ہے جو امت محمدیہ کو فتح کے بعد نصیب ہوئی، دیکھئے الروح ص ۱۰۷۔

[2] ان کا نام کعب بن مانع اور کنیت ابو اسحاق ہے۔ کعب الاحبار کے نام سے مشہور ہیں حضرت عثمان کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔

[3] ابن القیم نے خود اسکی تردید کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کتاب و سنت اور معتبر اقوال سے اسکی کوئی دلیل ثابت نہیں کفار کی روحوں سے متعلق کوئی مرفوع حدیث منقول نہیں ہے جو کچھ مروی ہیں سب موقوف ہیں اور ضعیف ہیں۔ دیکھئے الروح ص ۱۴۱۔

[4] ابن القیم کہتے ہیں کہ شاید سلمان فارسی کی مراد دنیا و آخرت کے درمیان کوئی زمین ہے جہاں یہ روحیں چھوڑ دی جاتی ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی آتی ہیں، ..

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ مومنوں کی روح حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں جانب اور کفار کی روحیں ان کے بائیں جانب ہوتی ہیں[۱] دوسرے گروہ کا قول یہ ہے کہ روحوں کا مسکن وہی ہوتا ہے جو ان کے بدن کے پیدائش سے پہلے ہوتا ہے، یہی ابن حزم کا قول ہے[۲]۔ ابو عمر بن عبد البر فرماتے ہیں کہ شہداء کی روحیں جنت میں اور عام مومنوں کی روحیں قبروں میں ہوتی ہیں[۳]

عبداللہ بن ابو یزید سے مروی ہے کہ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی صورت میں رہتی ہیں، اور یہ پرندے جنت کے پھلوں سے لٹکتے رہتے ہیں[۴]

۱؎ یہ حضرت ابوذر کی حدیث کا ٹکڑا ہے جو معراج کے سلسلے میں مروی ہے لیکن اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ یہ لوگ دائیں اور بائیں برابر ہیں، بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے مومن بلندی اور کشادگی کے اندر آپ کے دائیں رہتے ہیں اور کفار ذلت و تنگی کے اندر آپ کے بائیں، دیکھئے الروح ص ۱۰۸ ص ۱۰۹

۲؎ اسکی کوئی دلیل نہیں ابن القیم نے اسکی بھی خاص طور پر تردید کی ہے، دیکھئے الروح۔

۳؎ مطلقاً یہ بات کہنا صحیح نہیں اسلئے کہ مومنوں کی روحیں بھی جنت میں ہوتی ہیں بلکہ یہ کہا جائے کہ بعض اوقات قبروں سے بھی ان کا تعلق ہوتا ہے تو کلام صحیح ہو سکتا ہے۔ دیکھئے الروح ص ۱۰۰۔

۴؎ بقی بن مخلد نے یہ روایت نقل کی ہے لیکن ←

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ شہدار کی روحیں گوریا جیسے پرندوں میں ہوا کرتی ہیں، وہ ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں۔ اور جنت سے رزق عطا کی جاتی ہیں۔[۱]

قتادہ سے مروی ہے کہ شہدار کی روحیں سفید پرندوں کی صورتوں ہوتی ہیں اور جنت کے پھل کھاتی رہتی ہیں۔ ابن المبارک ابن جریج اور مجاہد سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ روحیں جنت میں نہیں ہوتیں، لیکن جنت کے پھل کھاتی ہیں اور اسکی بو پاتی ہیں۔

معاویہ بن صالح نے سعید بن سوید[۲] سے ذکر کیا ہے کہ انھوں نے ابن شہاب زہری سے روحوں کے بارے میں سوال کیا، تو انھوں نے فرمایا کہ شہدار کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں عرش سے چمٹی رہتی ہیں، جنت کی کیاریوں میں آتی جاتی رہتی ہیں اور روزانہ اپنے رب کو آکر سلام کرتی ہیں۔

اس کی سند میں یحییٰ بن عبدالحمید راوی ضعیف ہے، دیکھئے الروح ص ۹۶ لیکن اس حدیث کی تقویت دوسری مرفوع حدیث سے ہوتی ہے۔ دیکھئے مشکوٰۃ حدیث ۳۸۵۳ ● [۱] عبداللہ بن مبارک نے اپنی کتاب الزھد کے اندر نقل کیا ہے اسکی سند بھی صحیح ہے۔ دیکھئے الزہد ص ۴۴۶

[۲] دیکھئے تفسیر مجاہد ص ۹۲ اور تفسیر ابن جریر ص ۲۳۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجاہد سے مروی ہے کہ روحیں میت کی تدفین کے بعد سات دنوں تک قبروں میں رہتی ہیں ان سے جدا نہیں ہوتیں، ان اقوال اور احادیث نبویہ میں کوئی تضاد نہیں، اسلئے کہ روحیں عالم برزخ میں ایک دوسرے سے جداگانہ ہوتی ہیں ان کے ٹھکانے مختلف ہوتے ہیں، بعض روحیں اعلیٰ علیین میں ہوتی ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی روحیں ہیں، اور انبیاء کی روحیں بھی درجات میں مختلف ہوتی ہیں اور بعض روحیں پرندوں کی صورتوں میں ہوتی ہیں بعض جنت کے دروازے پر مقید ہوتی ہیں۔ اور بعض کے ٹھکانے جنت کے دروازے ہیں، بعض زمین ہی میں مقید ہوتی ہیں۔ ملأ اعلیٰ نہیں جا سکتی ہیں۔ اسلئے کہ یہ سفلی اور ذلیل ہوتی ہیں، کچھ روحیں حرام کاروں کی سے تنور میں جلتی رہتی ہیں۔ اور کچھ خون کی ندی میں غوطے لگاتی ہیں، اس سلسلے میں وارد احادیث اور آثار کا بنظر غائر مطالعہ کرنے کے بعد یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں۔

آخر میں ابن القیمؒ فرماتے ہیں، مندرجہ بالا سطور سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ایمان وکفر اور نیکی وبدی کی وجہ سے ان کے درجات مختلف اور جداگانہ ہوتے ہیں۔

امام مالک کی روایت میں علماء کا اختلاف بھی معروف ہے چنانچہ امام مالک کی روایت میں یہ ہے کہ "انما نسمۃ المومن طیر یعلق فی شجر الجنۃ حتی یرجعہ اللہ تعالی الی جسدہ یوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یبعثہ[۱] یعنی مومن کی روح پرندوں کی مانند جنت کے درخت سے اس وقت تک لٹکی رہتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اسکے بدن میں لوٹا دے ۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ۔

ایک گروہ کا خیال ہے کہ روحوں کا ٹھکانا عدم محض ہے یہ ان لوگوں کا خیال ہے جو نفس روح کو بدن کا زندگی اور شعور و ادراک کی طرح ایک عارضہ تصور کرتے ہیں، لہٰذا بدن کی موت کے ساتھ روح بھی معدوم ہو جاتی ہے جس طرح زندگی کی حالت میں دوسرے عارضے بدن سے متعلق رہتے ہیں پھر معدوم ہو جاتے ہیں۔

یہ قول قرآن وحدیث اور اجماع صحابہ وتابعین کے مخالف ہے

ایک دوسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ یہ روح دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے، جو بدن کہ اسکے اوصاف واخلاق کے مناسب ہو، ہر روح اپنے ہم جنس بدن میں منتقل ہو جاتی ہے۔ جیسے درندہ صفت روح درندوں کے بدن میں، کتے کی کتے میں، چوپایوں کی چوپایوں میں اور سفلی اور ذلیل روحیں حشرات الارض کے بدن میں، یہ قول ان لوگوں کا ہے جو تناسخ کے قائل ہیں اور آخرت کے منکر ہیں،

---

[۱] ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ سند بہت صحیح ہے اور یہ تعجب خیز ہے کیونکہ اس میں تین ائمہ جمع ہیں امام احمد امام شافعی اور امام مالک۔ دیکھیے الاحادیث الصحیحہ حدیث ۹۹۵ ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج یہود جو بات کہتے ہیں وہ بھی تناسخ کے مانند ہے، وہ کہتے ہیں کہ میت کی روح تین بار دوسرے بدنوں میں منتقل ہوتی ہیں اس طرح کہ جب ایک شخص مرتا ہے تو دوسرے شخص کے بدن میں منتقل ہو جاتی ہے پھر جب یہ مرتا ہے تو تیسرے شخص کے بدن میں منتقل ہو جاتی ہے اسکے بعد اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے انھیں رکھتا ہے۔

مسائل :- ۱ : مردوں کی روحیں ایک دوسرے کی زیارت اور ملاقات کرتی ہیں یا نہیں؟ نیز ایک دوسرے کو یاد کرتی ہیں یا نہیں؟

علامہ ابن القیم کتاب الروح میں فرماتے ہیں: روحوں کی دو قسمیں ہیں ایک عذاب میں مبتلا رہتی ہیں، اور دوسری نعمتوں سے فیض یاب ہوتی ہیں جو عذاب میں مبتلا رہتی ہیں انھیں زیارت و ملاقات کی فرصت نہیں رہتی ہاں جو اور نعمتوں میں ہوتی ہیں وہ ایک دوسرے کی زیارت اور ملاقات کرتی رہتی ہیں۔ اور دنیا کی باتیں یاد کرتی ہیں،

۲ : کیا مردہ اور زندہ لوگوں کی روحیں آپس میں ملتی رہتی ہیں، یا نہیں؟ اس میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ روحیں آپس میں ملتی رہتی ہیں جیسا کہ ارشاد ہے

اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخریٰ الی اجل مسمی

(سورہ زمر آیت ۴۲) یعنی وہ اللہ ہی ہے جو موت کے وقت روحیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبض کرتا ہے، اور جو ابھی نہیں مرا ہے اسکی روح نیند میں قبض کرتا ہے، پھر جس پر وہ موت کا فیصلہ نافذ کرتا ہے اسے روک لیتا ہے اور دوسروں کی روحیں ایک وقت مقررہ کیلئے واپس بھیجدیتا ہے،

ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ مردہ اور زندہ اشخاص کی روحیں خوابوں میں ملتی ہیں اور ایک دوسرے کی خیریت معلوم کرتی ہیں، مردوں کی روحوں کو اللہ تعالیٰ روک لیتا ہے اور زندہ لوگوں کی روحوں کو ان کے بدن میں واپس بھیج دیتا ہے[1]،

دوسرا قول اس سلسلے میں یہ ہے کہ آیت کے اندر دونوں روحوں کی وفاۃ سے مراد نیند ہے، اب نیند کی حالت میں کسی کو موت آجائے تو اللہ تعالیٰ اسے روک لیتا ہے اسکو بدن میں واپس نہیں کرتا، اور جسکی موت کا وقت نہ ہوا سے واپس کر دیتا ہے[2] تاکہ وہ اپنی مدت حیات پوری کرے۔

---

[1] اس روایت کو ابن مندہ نے نقل کیا ہے لیکن اسکے اندر ایک راوی کو وہم کی شکایت تھی۔

[2] ابن قیم نے ان دونوں اقوال کو نقل کیا ہے اور پہلے قول کو صحیح قرار دیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ آیت کے اندر دونوں قسم کی وفات مراد ہے، یعنی موت اور نیند، پھر کہتے ہیں کہ ابن تیمیہؒ نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔ دیکھئے الروح صنہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ملا اعلیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳ : موت روح کو آتی ہے یا بدن کو؟

اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ روح کو موت آتی ہے کیونکہ روح کا نام نفس ہے اور نفس کو موت آتی ہے ان لوگوں نے مزید کہا ہے کہ دلائل سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو بقاء نہیں، جیسے کہ "کل من علیها فان (سورہ رحمٰن آیت ۲۶) یعنی روئے زمین پر جو کچھ ہے فنا ہو جائے گا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے "کل شیء ھالک الا وجھہ"، (سورہ قصص آیت ۸۸) خدا کی ذات کے علاوہ سب کچھ ہلاک ہو جائے گا۔ آگے کہتے ہیں کہ جب فرشتوں کو موت آتی ہے تو نفوس بشریہ کو بدرجہ اولیٰ موت آئے گی لہ

کے اندر روحیں جمع ہوتی ہیں تفسیر ابن کثیر ج۴ ص۵۵۔

لہ حافظ ابن رجب ذکر کرتے ہیں کہ روحوں کی موت پر بعض لوگ اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں "السلام علیکم ایتھا الارواح الفانیۃ والابدان البالیہ"، یعنی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبروں کی زیارت کرتے تھے تو یہ کہا کرتے تھے اے فانی روح اور بوسیدہ جسم تم کو سلام ہو۔ ابوبکر ابن السنی نے بھی اسے روایت کیا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے، دیکھیے سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ۔ حدیث ۴۱۸۶۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے گروہ کا مذہب ہے کہ روحوں کو موت نہیں آتی بلکہ ان کی پیدائش بقاء کے لئے ہے موت بدن کو آتی ہے، ان کا استدلال ان احادیث سے ہے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسم سے جدا ہوجانے کے بعد روح کو عذاب ونعمت قیامت تک ملتی ہے اگر یہ مرجائیں تو اس کا سوال ہی باقی نہیں رہتا ہے۔ ارشاد ہے "ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون" (سورہ آل عمران آیت ۱۶۹)

یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ہوں انھیں مردہ تصور نہ کرو کیونکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، اور یہ یقینی ہے کہ ان کی روحیں بدن سے جدا ہوچکی ہیں، اور موت کا مزہ چکھ چکی ہیں۔

متنبی اپنے اشعار میں کہتا ہے۔

تنازع الناس حتی لا اتفاق لھم\
الا علی شجب والخلف فی الشجب\
فقیل تخلص نفس المرء سالمۃ\
وقیل تشرک جسم المرء فی العطب

یعنی لوگوں کا کسی چیز پر اجماع نہیں سوائے موت کے پھر موت کے اندر بھی اختلاف ہے، بعض لوگوں کے نزدیک روح کو موت نہیں آتی اور بعض لوگوں کے نزدیک بدن کے ساتھ روح کو بھی موت آتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴ : روح کی حقیقت کیا ہے ؟ روح نفس ہی کا نام ہے یا کسی دوسری شئی کا ؟ روح جسم کا ایک جُز ہے یا کوئی عارضہ ؟ روح کوئی جسم ہے جو بدن میں ودیعت کردی گئی ہے یا کوئی مستقل جوہر ہے ؟ نفس امّارہ ، لوّامہ اور مطمئنہ ایک ہی نفس ہیں اور یہ روح کی صفتیں ہیں یا تین مختلف نفس ہیں ؟ روح زندگی کا نام ہے یا کسی دوسری شئی کا نام ہے ؟ روح کی پیدائش جسم سے پہلے عمل میں آئی یا اسکے بعد ؟

پہلا اختلاف روح کی پیدائش کے سلسلے میں ہے اس میں دو قول ہیں ۔

۱ : محمد بن نصر مروزی اور ابو محمد بن حزم کے نزدیک روح کی پیدائش پہلے عمل میں آئی ان کی دلیل یہ آیت ہے : واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی شھدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ھذا غافلین ۔ او تقولوا انما اشرک اٰباؤنا من قبل وکنا ذریۃ من بعدھم افتھلکنا بما فعل المبطلون (سورہ اعراف آیت ۱۷۲-۱۷۳) اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جبکہ تمہارے رب نے بنی آدم کی نسلیوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انھیں خود ان کے اوپر گواہ بنائے ہوئے پوچھا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ، انھوں نے کہا ضرور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ہی ہمارے رب ہیں، ہم اس پر گواہی دیتے ہیں، یہ ہم نے اسلئے کہا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہدو کہ ہم تو اس بات سے بے خبر ہیں، یا یہ نہ کہنے لگو کہ شرک کی ابتدا تو ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے کی تھی اور ہم بعد کو ان کی نسل سے پیدا ہوئے پھر کیا آپ ہمیں اس قصور میں پکڑتے ہیں، جو غلط کار لوگوں نے کیا تھا،

یہ گواہی دلانا اور آدم کی اولاد سے بلوانا اسوقت عمل میں آیا جب ہم روح تھے ہمارے جسم پیدا نہیں ہوئے تھے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے " ان اللّٰہ خلق ارواح العباد قبل العباد بألفی عام فما تعارف منھا ائتلف وما تناکر منھا اختلف : یعنی اللہ تعالیٰ نے بندوں سے دو ہزار سال پہلے ان کی روحوں کو پیدا کیا جو باہم متعارف ہوگئیں مانوس ہوگئیں اور جنھوں نے اجنبیت برتی وہ مانوس نہ ہوسکیں

دوسرا قول یہ ہے کہ روح سے پہلے بدن کی پیدائش عمل میں آئی۔

ان لوگوں نے پہلے قول کے مختلف جواب دیئے ہیں، علامہ بیضاوی[1] اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آیت کے اندر گواہی وغیرہ کا واقعہ صرف ایک تمثیل ہے[2]۔ اس خیال کے دوسرے لوگوں نے بھی کچھ دلائل پیش کئے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے

---

[1] آپ کا نام عبداللہ بن عمر بن محمد شیرازی اور کنیت ابو سعید ہے ۶۸۰ھ میں وفات پائی۔ ● [2] وہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں: چونکہ بنی نوع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان خلق ابن آدم یجمع فی بطن امہ اربعین یوماً ثم یکون
علقۃ مثل ذلک ثم یکون مضغۃ مثل ذلک ثم یرسل الیہ
الملک فینفخ فیہ الروح ؂ ابن آدم کی تخلیق ماں کے پیٹ میں چالیس
دن تک موقوف رہتی ہے پھر وہ خون کا لوتھڑا بن جاتا ہے پھر چالیس دن
گوشت کا ٹکڑا رہتا ہے پھر اسکے پاس فرشتہ کو بھیجا جاتا ہے جو اسکے اندر روح
پھونکتا ہے، ان کے کچھ دلائل اور بھی ہیں تفصیل کے لئے آپ

؂ انسان کے اندر اپنے رب کے دلائل جاننے کی صلاحیت تھی، اور اس سے ان کے اقرار و
گواہی کا اظہار بھی ہوتا ہے اسلئے اللہ نے ان کی اس صلاحیت کو اقرار کا درجہ دیا
یہاں لفظی طور پر کوئی اقرار و گواہی نہیں تھی دیکھئے تفسیر البیضاوی ج۳ ص۲۳،
لیکن علماء نے اس پر کافی ردّ و قدح کی ہے، چنانچہ ملا علی قاری فرماتے ہیں ان کا
یہ قول معتزلہ کے مذہب کا غماز ہے، دیکھئے مرقاۃ ج۱ ص۱۴۰، اسی طرح امام شوکانی
نے بھی تردید کی، فتح القدیر ج۲ ص۲۵۰، نواب صاحب نے بھی کی، فتح البیان ج۳
ص۴۰، الدین الخالص ج۱ ص۲۹۱، محمد امین شنقیطی اضواء البیان ج۲ ص۲۲۵
؂ اسے بخاری مسلم اور اصحاب سنن نے روایت کیا ہے لیکن اسکے اندر
ان کے دعوی کی دلیل نہیں۔ ● ●

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روح المعانی[1] ابن القیم کی الروح[2] دیکھ سکتے ہیں۔

بقیہ مسائل کے سلسلے میں میں علامہ ابن القیمؒ کا کلام نقل کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں وہ لکھتے ہیں[3]

"کتاب وسنت، اجماع صحابہ اور عقل وفطرت سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ: روح جسم حادث ہے اسکی ماہیت بدن کی ماہیت سے مختلف ہے یہ نورانی، علوی خفیف زندہ اور متحرک جسم ہے جو اعضاء بدن کے اندر سرایت کئے ہوئے ہے، جس طرح پانی پھول کے اندر، تیل زیتون کے اندر اور آگ کوئلہ کے اندر جب تک کہ اعضاء اس جسم لطیف یعنی روح کے فیض قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں روح بدن سے منسلک رہتی ہے اور یہ حس وحرکت اور قوت وارادہ کا فیض پہونچاتی رہتی ہے اور جب گندے مادوں کے تسلط کے سبب اعضاء بے کار ہوجاتے ہیں اور روح کا اثر قبول

---

[1] دیکھئے روح المعانی ج ۲ ص ۱۵۵ ـ ۱۶۰ ● [2] دیکھئے الروح ص ۱۵۶

[3] دیکھئے الروح ص ۱۷۸، اسی طرح دیکھئے شرح العقیدہ الطحاویۃ ص ۲۸۱

وصلی اللہ علی محمد النبی الامی وعلی آلہ وصحبہ وسلم، وسبحانک اللھم وبحمدک أشھد أن لا الہ الا أنت أستغفرک وأتوب الیک

دمشق ۲۰ / ربیع الاول ۱۳۹۸ھ ـ محمد ناصر الدین الالبانی:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے سے عاجز ہوجاتے ہیں تو روح بدن سے جدا ہوجاتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے عالم ارواح میں منتقل ہوجاتی ہے اللہ کا ارشاد ہے: یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (سورہ فجر آیت ۲۷-۳۰) یعنی اے نفس مطمئنہ خوش وخرم اپنے رب کے پاس چلی آؤ، میرے بندوں میں شامل ہوجاؤ اور میری جنت میں داخل ہوجاؤ۔

اگر اس سلسلے میں مزید تحقیق اور تفصیل کی ضرورت ہو تو علامہ ابن القیم کی کتاب الروح کا مطالعہ کیجئے اس سے آپکو سیرابی ہوجائے گی، اور مقصود میں کامیابی میسر ہوگی اور اگر اس سلسلے میں قیل وقال سے بچنا چاہتے ہوں تو قرآن کی آیت پڑھو، حکم سنئے "وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۸۵) یہ لوگ تم سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں کہو یہ روح میرے رب کے حکم سے آتی ہے مگر تم لوگوں نے علم سے کم ہی بہرہ پایا ہے

جو کچھ میں نے کہا اور لکھا ہے اس کا بنظر غائر مطالعہ کیجئے حق کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش نہ کیجئے اور نہ ہی حسد کی نگاہ سے دیکھئے ورنہ سورج کی روشنی کے منکر تصور کئے جائیں گے، اس لئے کہ بفضلہ تعالیٰ انکار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کوئی گنجائش نہیں باقی رہ گئی ہے، اور نہ ہی مخالفین اور اس کے حقیقت سے ناآشنا لوگوں کے لئے کوئی حجت رہ گئی ہے۔

ان سطور پر ہم اکتفا کرتے ہیں تاکہ کتاب ضخیم نہ ہو جائے

ارباب حل وعقد کے لئے یہی کافی ہے، جس سے مقصد حاصل ہو جائے،

خاص طور پر اس وقت جبکہ ان مسائل کی تفصیلات سے علماء متقدمین اور ائمہ محققین کی کتابیں بھری پڑی ہیں

والحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی اشرفھم نبینا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین الطیبین الطاھرین:

●●●

www.KitaboSunnat.com

۶۹۔۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لا

نمبر 02986

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ